ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

8

14 تا 20 جمادی الاوّل 1437ھ/23 تا 29 فروری 2016ء

اس شمارے میں

یہ چیخ و پکار کیسی؟

اہل جہنم کے جرائم کی چارٹ شیٹ

محرومِ بصیرت

اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھو!

آزادیٔ نسواں پر اقبالؒ کی تشویش

اتحادِ اُمت کی ضرورت

چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

جاگ اُمت مسلمہ جاگ

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

پاکستان کی اصل اساس

بات صرف ایک نعرے کی نہیں ہے بلکہ اُن واضح وغیر مبہم اور واشگاف و برملا بیانات و اعلانات کی ہے جن کے ذریعے پاکستان کے بانی و مؤسس اور تحریک پاکستان کے ''قائداعظم'' نے مسلمانوں کی قومیت کی اساس ''مذہب'' کو، پاکستان کی منزل ''اسلام'' کو، اور پاکستان کا دستور ''قرآن'' کو قرار دیا تھا اور قیام پاکستان کا مقصد یہ بیان کیا تھا کہ ہم پاکستان کے ذریعے عہد حاضر میں اسلام کے اُصول حریت' مساوات اور اخوت کی جدید تفسیر اور عملی نمونہ پیش کرنا چاہتے ہیں! اس حقیقت سے انکار کوئی نہایت ڈھیٹ شخص ہی کرسکتا ہے کہ ان اعلانات کے بغیر نہ مسلم لیگ ایک عوامی جماعت بن سکتی تھی نہ برصغیر پاک و ہند کے طول وعرض میں بسنے والے مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوسکتے تھے۔ یہ حقیقت اتنی ظاہر و باہر اور سطح زمین پر بہنے والے دریاؤں اور ندیوں کے پانی کے مانند اتنی عیاں ہے کہ اس پر قلم و قرطاس کا مزید صرف تحصیل حاصل کے ذیل میں آئے گا۔

اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کیا جاسکتا اور کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ پاکستان کی اصل اساس سوائے دین و مذہب کے اور کوئی نہیں ہے' اور پاکستان کی واحد جڑ، بنیاد صرف اور صرف اسلام ہے! اور جس طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ جب اُن سے نام دریافت کیا جاتا تھا تو اوّلاً صرف ایک لفظی جواب دیتے ''سلمان!'' اور اگر عرب کی روایت کے مطابق مزید پوچھا جاتا تھا کہ ''سلمان ابن''؟...... تو جواباً ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''سلمان ابن اسلام!'' یعنی میری ولدیت اسلام ہے' اِسی طرح پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جس کی ولدیت' اسلام ہے!!

استحکام پاکستان

ڈاکٹر اسرار احمد

الھدیٰ (694)

کافروں کی ہٹ دھرمی

ڈاکٹر اسرار احمد

سُورۃ بَنی اِسْرائِیل — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — آیات:98تا100

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿٩٨﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٩٩﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿١٠٠﴾

آیت ۹۸ ﴿ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ ”یہ سزا ہے ان کی، اس بنا پر کہ انہوں نے ہماری آیات کے ساتھ کفر کیا“

﴿وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿٩٨﴾﴾ ”اور انہوں نے کہا کہ کیا جب ہو جائیں گے ہم ہڈیاں اور چورا چورا‘ تو کیا ہم دوبارہ اٹھا لیے جائیں گے ایک نئی مخلوق کی صورت میں؟“

آیت ۹۹ ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ﴾ ”کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ اس پر قادر ہے کہ ان جیسے پھر پیدا کر دے“

جب تمہیں اُس نے ایک دفعہ پیدا کیا ہے تو اب تمہاری طرح کے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے کیونکر مشکل ہوگا؟

﴿وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٩٩﴾﴾ ”اور اُس نے مقرر کیا ہے ان کے لیے ایک وقت معین جس میں کوئی شک نہیں‘ مگر ان ظالموں نے انکار ہی کیا سوائے کفر (اور کفرانِ نعمت) کے۔“

انہوں نے اللہ کے ہر حکم اور اس کی ہر آیت سے کفر اور انکار کی روش اپنائے رکھی۔

آیت ۱۰۰ ﴿قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ﴾ ”آپؐ کہیے کہ اگر تمہیں اختیار ہوتا میرے رب کی رحمت کے خزانوں پر“

﴿اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ﴾ ”تب بھی تم ضرور روک رکھتے (انہیں) خرچ ہو جانے کے ڈر سے۔“

اگر اللہ کی رحمت کے بے حساب خزانے تمہارے اختیار میں ہوتے تو تم لوگ اپنے فطری بخل کے سبب اُن کے دروازے بھی بند کر دیتے کہ کہیں خرچ ہو کر ختم نہ ہو جائیں۔

﴿وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿١٠٠﴾﴾ ”اور انسان بہت ہی تنگ دل ہے۔“

فرمان نبویؐ

انسان کا اللہ کو جھٹلانا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى كَذَّبَنِیْ ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِیْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّایَ فَقَوْلُهٗ لَنْ يُّعِيْدَنِیْ كَمَا بَدَاَنِیْ وَلَيْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَیَّ مِنْ اِعَادَتِهٖ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّایَ فَقَوْلُهٗ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَّاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِّیْ كُفُوًا اَحَدٌ۔ (صحیح البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم (انسان) مجھ کو جھٹلاتا ہے اور یہ بات اس کے شایاں نہیں اور میرے بارے میں بدگوئی کرتا ہے حالانکہ یہ اس کے مناسب نہیں ہے، اس کا مجھ کو جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے جس طرح اللہ نے مجھ کو (اس دنیا میں) پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے اسی طرح وہ (آخرت میں) مجھ کو دوبارہ ہرگز پیدا نہیں کر سکتا حالانکہ دوبارہ پیدا کرنا پہلی مرتبہ پیدا کرنے کے مقابلہ میں مشکل نہیں ہے اور اس کا میرے بارے میں بدگوئی کرنا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے، اللہ نے اپنا بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں تنہا اور بے نیاز ہوں، نہ میں نے کسی کو جنا ہے اور نہ مجھ کو کسی نے جنا اور نہ کوئی میرا ابرابری کرنے والا ہے۔“

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
14 تا 20 جمادی الاوّل 1437ھ جلد 25
23 تا 29 فروری 2016ء شمارہ 08
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ------------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ چیخ و پکار کیسی؟

ضربِ عضب کا آغاز ہوا تو مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں پھلنے پھولنے والے سیکولر طبقہ نے خوشی کے شادیانے بجائے اور ڈھول پیٹ پیٹ کر یہ اعلان کرتے سنائی دیئے کہ دینی مدارس ہی نہیں اسلام پسندوں کا بھی صفایا ہو جائے گا اور اُن کی اس بات کو مزید تقویت نیشنل ایکشن پلان کے بیس نکات میں سے اُس نکتہ نے پہنچائی جس میں واضح طور پر کہا گیا تھا کہ ملک سے مذہبی دہشت گردی کا صفایا کر دیا جائے گا۔ یعنی صرف مذہبی دہشت گردی کو نشانہ بنایا جائے گا۔ مذہبی طبقات کی طرف سے یہ بات بڑے زوردار انداز میں سامنے آئی کہ دہشت گردی دہشت گردی ہوتی ہے اور یہ ایک گھناؤنا جرم ہے۔ چاہے مذہبی ہو یا غیر مذہبی ہو اس میں تفریق کرنا غلط ہے۔ ہم ہر قسم اور ہر نوع کی دہشت گردی کے خلاف ہیں۔ قصہ مختصر شمالی وزیرستان جہاں جنرل کیانی آپریشن کرنے کی ہمت نہ کر پا رہے تھے راحیل شریف کی قیادت میں فوج نے وہاں آپریشن کیا اور حقیقت یہ ہے کہ مساجد، امام بارگاہوں اور بازاروں میں دہشت گردی کے واقعات میں قابلِ ذکر کمی آئی۔ مدارس کی بھی چھان بین ہوئی لیکن وہاں سے کچھ برآمد نہ ہوا اور مرکزی وزیر داخلہ چودھری نثار نے قومی اسمبلی میں اعتراف کیا کہ پاکستان میں پچانوے فیصد مدارس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی وہاں عسکری تربیت دی جاتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کسی ایک مدرسہ سے بھی دہشت گردی کا کوئی نیٹ ورک سامنے نہ آیا اور چودھری صاحب نے محض احتیاط برتتے ہوئے پچانوے فیصد مدارس کو پُر امن قرار دیا تھا۔ گویا دینی اور مذہبی فکر کے حامل اشخاص کی اکثریت اور ادارے محفوظ رہے۔ اگرچہ بعض خفیہ ایجنسیوں نے خود کو شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار ہونے کا ثبوت دیا اور دہشت گردوں کے ساتھ ساتھ اُن لوگوں کو بھی اُٹھایا جنہوں نے صرف قلم سے جہاد کیا تھا یا زبان سے کلمۂ حق کہا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ ان امن پسند لوگوں سے بہت زیادتی ہوئی جو ناقابلِ تلافی ہے اور اس دنیا میں کوئی صلہ بھی اُن کے شایانِ شان نہیں۔ بہرحال جلد ہی ضربِ عضب کا رخ امن کے اصل دشمنوں کی طرف ہوا۔ کراچی میں بھتہ خوری، اغوا برائے تاوان، ٹارگٹ کلنگ اور آئے روز کی ہڑتالوں نے عام شہری خصوصاً تاجروں اور فیکٹری مالکان کی زندگی اجیرن کی ہوئی تھی۔ رینجرز نے کراچی میں آپریشن شروع کیا۔ ایم کیو ایم کے ہیڈ کوارٹر پر چھاپہ مارا، غیر قانونی اسلحہ کے علاوہ عدالتوں کے سزا یافتہ مجرموں کو وہاں سے پکڑا، جو اشتہاری قرار دیئے جا چکے تھے تو وہ ایم کیو ایم جو اس بات پر خوشی کے ڈونگرے برسا رہی تھی کہ نیشنل ایکشن پلان میں صرف مذہبی دہشت گردی کا ذکر ہے اور فوج کی حمایت میں جلوس اور ریلیاں نکال رہی تھی، وہ چیخ و پکار کرنے لگی، اُسے آپریشن جانبدار اور یک طرفہ نظر آنے لگا۔ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین جو 1992ء کے آپریشن پر ملک سے فرار ہو گئے تھے اور جن پر قتل اور دوسرے خطرناک جرائم کے سینکڑوں مقدمات درج تھے، ملک سے فرار ہو کر لندن جا بیٹھے تھے۔ ایم کیو ایم جرائم میں علی الاعلان ملوث ہو چکی تھی۔ کراچی کے در و دیوار پر یہ نعرہ لکھا

جاتا کہ قائد کا جو غدار ہے موت کا وہ حقدار ہے اور پھر کون نہیں جانتا کہ الطاف حسین نے نہ صرف عام مخالفین کو بلکہ ایم کیو ایم میں سے بھی جس کسی نے اُن سے اختلاف کیا، اُسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بہر حال اس آپریشن نے ایم کیو ایم کی عسکری قوت کو زبردست دھچکا لگایا۔ شہر میں جرائم کی تعداد میں حیرت انگیز کمی واقع ہوگئی، اگرچہ ایم کیو ایم کی سیاسی قوت میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی لیکن وہ غنڈہ گردی کرنے کی پوزیشن میں نہ رہے۔ یہاں تک کہ ان کی ہڑتال کی کال بھی بری طرح ناکام ہوگئی۔ ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن کے نتیجہ میں اسٹیبلشمنٹ اس نتیجہ پر پہنچی کہ جب تک دہشت گردوں اور ٹارگٹ کلروں کی مالی معاونت ختم نہیں کی جاتی آپریشن مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوسکتا۔ جس پر سندھ میں رینجرز کے ساتھ ساتھ ایف آئی اے اور نیب بھی حرکت میں آئی۔ سندھ کے بعض بیوروکریٹس اور ایک آدھ وزیر پر ہاتھ ڈالا گیا تو وہ پیپلز پارٹی جو ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن پر تالیاں بجا رہی تھی اور واہ واہ کر رہی تھی، بری طرح چیخ اٹھی۔ یہاں تک کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے سربراہ آصف زرداری جو بدقسمتی سے اس مملکت کے سربراہ رہ چکے ہیں اب انہوں نے فوج اور اس کے آپریشن کے خلاف زبان درازی شروع کر دی اور ایک تقریب میں گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے فوج کو سرعام للکارا اور یہ الفاظ تک کہہ دیے کہ ہم تمہاری اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور جنرل راحیل شریف کی طرف اپنا اشارہ مزید واضح کرنے کے لیے فرمایا ''تم تین سال کے لیے آتے ہو اور چلے جاتے ہو ہم ہمیشہ کے لیے آتے ہیں، ہم لڑنا جانتے ہیں ماضی میں بھی لڑ چکے ہیں، ہم بھاگنے والے نہیں''۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ چیلنج دینے اور خود ہی بہادری کا تمغہ اپنے سینہ پر سجانے کے بعد جوتی چھوڑ کر ایسے بھاگے کہ آج تک مڑ کر نہیں دیکھا۔ ایم کیو ایم اور پاکستان پیپلز پارٹی چونکہ دونوں جماعتیں سندھ سے تعلق رکھتی ہیں ایک دیہی علاقوں میں اپنا سیاسی اثر و رسوخ رکھتی ہے اور دوسری شہری علاقے کی پاپولر سیاسی قوت ہے۔ لہٰذا یہ تاثر عام ہونے لگا کہ تمام تر آپریشن سندھ تک محدود ہے اور عام آدمی یہ سوال کرنے لگا کہ آیا پنجاب میں سب اچھا ہے؟ حالانکہ عرصہ ہوا ٹیلی ویژن چینلز پر ایک وزیر کی رشوت طلب کرتے ہوئے ویڈیو منظر عام پر آچکی ہے۔ ایک وفاقی وزیر مملکت کے والد محترم پنجاب کے اپنی ہی جماعت کے وزیر پر 20 افراد کے قتل کا الزام لگا چکے ہیں۔ ایک وفاقی وزیر وزیراعظم کی خاطر منی لانڈرنگ کرنے کا اعتراف عدالت میں حلفیہ بیان میں کر چکا ہے لیکن جب نیب نے پنجاب کا رخ کیا اور وزیراعظم کے سرمایہ دار دوست کو عدالت میں طلب کیا تو وزیراعظم بھی سرعام چیخ اٹھے کہ نیب معصوم لوگوں سے ذلت آمیز سلوک کر رہی ہے۔ چند روز پہلے ہی نیب نے پنجاب کا رخ کیا ہے' آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟ ایم کیو ایم، پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی اپنی اپنی باری آنے پر چیخ و پکار یہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ صرف دوسروں کے خلاف فوجی آپریشن چاہتے ہیں، وہ احتساب چاہتے ہیں لیکن دوسروں کا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ معاشی دہشت گردی اُن کا اور اُن کے احباب کا حق ہے۔ وہ عوام کے چنیدہ ہیں لہٰذا کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اُنہیں لوٹ مار سے روکے۔ دنیا بھر میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ قانون اندھا ہوتا ہے اور اُس کی لاٹھی بلا امتیاز ہر طرف چلتی ہے۔ جب کہ مملکت خداداد میں قانون دیدہ پھٹا ہے۔ (یعنی اتنی زیادہ آنکھیں کھلی رکھتا ہے کہ اُن کے پھٹنے کا خطرہ ہے) یہاں قانون کی لاٹھی صرف غریب کی پیٹھ پر برستی ہے جس کے پاس مال نہیں، جو اہل اقتدار کے قریب نہیں، وہ لاوارث ہے۔ اور جن کی زبان اور قلم قانون کا درجہ رکھتی ہے، وہ اس غریب سے جو چاہے سلوک کریں۔

خدارا! ذرا سوچیے تو سہی، ہم کس اُمت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس امت کے بانیؐ اور سربراہؐ کا فرمان مبارک ہے کہ میری بیٹی فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کرے گی تو میں اُس کے ہاتھ کاٹ دوں گا۔ خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروقؓ کو ایک صحابیؓ خطبہ جمعہ کے دوران ٹوک دیتا ہے اور اُن کی بات سننے اور ماننے سے انکار کر دیتا ہے۔ جب تک وہ یہ وضاحت نہ کریں کہ اُنہوں نے جو کُرتا پہن رکھا ہے وہ ایک چادر سے کیسے بن گیا۔ ایک اور موقع پر حضرت عمر فاروقؓ خود اپنے ساتھیوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر میں کج روی اختیار کروں تو تم کیا کرو گے؟ ایک صحابیؓ تلوار سیدھی کر کے کہتے ہیں اس سے آپ کو سیدھا کر دیں گے، جس پر عمر فاروقؓ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ خلیفہ وقت ہونے کے باوجود عدالت میں پیش ہوتے ہیں اور حق پر ہونے کے باوجود یہودی کے حق میں قاضی کے فیصلہ کو بخوشی تسلیم کرتے ہیں۔ یہ تو اُن اعلیٰ اور ارفع ہستیوں کا ذکر ہے جن سے بہتر انسان زمین اپنے اوپر اور آسمان نے اپنے نیچے نہ پائے۔ بعد ازاں بھی تاریخ اسلام میں ایسے حکمران گزرے ہیں جنہوں نے فقیرانہ زندگی گزاری اور لاکھوں مربع میل رقبہ پر حکمران ہونے کے باوجود اپنے اہل خانہ کو اپنے ہاتھوں سے کما کر کھلایا۔ ہم پاکستان کے حکمرانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ تاریخ پر نگاہ ڈالیں کہ عوام کا کچومر نکال کر عیش و عشرت کی زندگی گزارنے والے حکمران بالآخر خالی ہاتھوں اس دنیا سے رخصت ہوئے آج یا تو وہ بھلا دیئے گئے ہیں یا دنیا اُنہیں بُرے ناموں سے یاد کرتی ہے جیسے فرعون اور نمرود، جیسے ابولہب اور ابوجہل، وقتی اور ظاہری شان و شوکت ابدی اور لازوال ذلت و رسوائی کا باعث بنتی ہے۔ فیصلہ خود آپ کے ہاتھ میں ہے دل یا شکم۔ آج کا احتساب اگر روز قیامت آپ کو سخت ترین احتساب سے بچالے تو سودا مہنگا نہیں۔

انسان اپنے اعمال کے عوض گروی رکھا ہوا ہے اور قیامت کے دن اعمال کے مطابق ہی اس کا فیصلہ ہوگا!

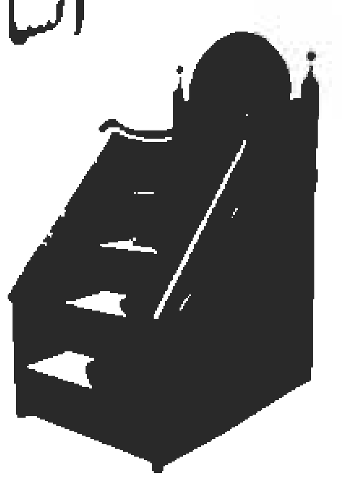

اہلِ جہنم کے جرائم کی چارٹ شیٹ

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 5 فروری 2016ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم سورۃ المدثر کے دوسرے رکوع کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ پچھلے رکوع کے آخر میں داروغۂ جہنم کی تعداد کا ذکر ہوا تو کفار و مشرکین کو باتیں بنانے اور مذاق اڑانے کا موقع مل گیا کہ پوری جہنم پر اگر 19 ہی داروغہ ہیں تو ہم مل کر ان کو سنبھال سکتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس تعداد کو بیان کرنے کا اصل مقصد آزمائش ہے اور اللہ تعالیٰ ایسی مثالوں کے ذریعے لوگوں کو گمراہ بھی کرتا ہے اور ہدایت بھی دیتا ہے۔ یعنی جس کے دل میں طلب ہدایت ہے تو اسے ہدایت ہی ملے گی اور اسے محسوس ہوگا کہ یہ میرے دل ہی کی آواز ہے۔ لیکن جس کے دل میں پہلے سے ٹیڑھ ہے تو اس کے ٹیڑھ میں اور اضافہ ہو جائے گا۔

اب دوسرے رکوع کے آغاز میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی اُن تین بڑی نشانیوں کی قسمیں کھا رہا ہے جن کا ہر شخص روزانہ مشاہدہ کرتا ہے اور ان قسموں کا جواب قسم یہ ہے کہ قیامت تو بہت بڑی خبر ہے جس کا یہ لوگ بڑی ڈھٹائی سے انکار کر رہے ہیں۔

﴿كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿٣٢﴾ وَالَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ﴿٣٣﴾ وَالصُّبْحِ إِذَآ أَسْفَرَ ﴿٣٤﴾﴾

"کیوں نہیں، قسم ہے چاند کی اور قسم ہے رات کی جب کہ وہ پیٹھ موڑے اور قسم ہے صبح کی جبکہ وہ روشن ہو جائے۔"

ان آیات میں ایک عظیم حقیقت کی طرف بھی اشارہ ہے اور وہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزوجل نبیوں اور رسولوں کے ذریعے انسانوں تک ہدایت پہنچاتا رہا ہے اور مختلف زمانوں اور علاقوں میں نبی اور رسول آتے رہے ہیں' بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے تقریباً 14 سو برسوں میں کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرا جس میں کوئی نبی اور رسول موجود نہ ہو۔ بلکہ ایک وقت میں دو دو اور تین تین نبی بھی رہے ہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد چھ سو سال تک نبوت کا سلسلہ بند رہا اور بالآخر آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی بعثت ہوئی۔ اب ظاہر بات ہے کہ نبوت و رسالت کا معاملہ ختم ہوتا ہے تو تاریکی آ جاتی ہے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ کی بعثت سے قبل صورت حال یہ تھی کہ چھ سو برس میں نبوت کی روشنی مدھم ہوتے ہوتے بالکل تاریک رات بن گئی یا زیادہ سے زیادہ نبوت کی اتنی سی روشنی رہ گئی جیسے رات کے وقت چاند کی روشنی ہوتی ہے۔ پھر آنحضور ﷺ کی بعثت پر یہ تاریک رات رخصت ہوگئی' خورشید ہدایت طلوع ہوگیا اور نوع انسانی کو کامل روشنی عطا ہوگئی۔ اسی کو زیر مطالعہ آیت میں ''اَسْفَرَ'' کہا گیا ہے۔

مرتب: حافظ محمد زاہد

ان قسموں کا جواب قسم یہ ہے:

﴿إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿٣٥﴾ نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ﴿٣٦﴾﴾

"یقیناً یہ بہت بڑی باتوں میں سے ایک بات ہے۔ خبردار کرنے کے لیے انسانوں کو۔"

بعض مفسرین کی رائے میں اس سے مراد یہ ہے کہ پہلے رکوع کے آخری حصہ میں جہنم کا ذکر تھا جس کا کفار مذاق اڑا رہے تھے تو اس بارے میں فرمایا گیا کہ وہ بہت عظیم شے ہے اور تمام نبی اور رسول اس جہنم کی خبر دیتے آئے ہیں کہ جہنم کا عذاب بہت بدترین ہے لہٰذا اس بدترین انجام سے بچنے کی فکر کرو۔ اس سے زیادہ بدترین انجام اور کیا ہو سکتا ہے کہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے 70 گنا زیادہ شدید ہے اور مجرموں کو اس میں جھونکا جائے گا۔ پھر وہ چند دن یا چند لمحوں کے لیے نہیں ہے بلکہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ چنانچہ نبی اور رسول آ کر خبردار کرتے تھے کہ ایک بہت بڑا خطرہ تمہارے سامنے ہے اور تم ادھر ہی بڑھ رہے ہو۔ سورۃ العصر میں بھی یہی بتایا گیا کہ یہ تیزی سے گزرتا ہوا زمانہ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ نوع انسانی کا سفر ایک بہت بڑے گھاٹے اور نقصان پر ختم ہونے والا ہے۔ بہت ہی کم لوگ اس سے بچیں گے جو ان چار شرطوں کو بجالائیں گے: (1) ایمان، (2) عمل صالح، (3) تواصی بالحق، اور (4) تواصی بالصبر۔ آج مسلمانوں کی عظیم اکثریت پہلی شرط کو بھی آدھا پورا کر رہی ہے۔ لہٰذا یہ اللہ کی طرف سے بڑی وارننگ اور ڈراوا ہے انسانوں کے لیے اور اب اس کی مرضی ہے کہ وہ جو چاہے کرے۔

﴿لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ أَنْ يَّتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿٣٧﴾﴾

"جو بھی تم میں سے چاہے کہ وہ آگے بڑھے یا پیچھے رہ جائے۔"

یعنی حق تمہارے سامنے واضح ہو چکا ہے اور اب تمہارے پاس دو راستے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ گمراہی کا راستہ اختیار کرو تو جہنم تمہارا انجام ہوگا یا اس جہنم سے بچنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارو۔ یہ تمہارا اپنا فیصلہ ہے اور اللہ کسی کو زبردستی ہدایت پر نہیں لائے گا۔ دنیا دارالامتحان ہے اور اس امتحان میں اتنی آزادی ہے کہ کوئی (معاذ اللہ) اللہ کو برا بھلا کہے، نبی اکرم ﷺ کی توہین کرے یا ان کے خاکے بنائے تو اللہ تعالیٰ نے سب کو چھوٹ دے رکھی ہے لیکن بالآخر اسے اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ بہرحال جب آپ ہدایت اور حق کے راستے پر آگے بڑھنے کا شعوری فیصلہ کریں گے تو قدم قدم پر رکاوٹیں بھی آئیں گی، مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑے گا' دنیا اپنی طرف کھینچے گی اور دوست احباب بھی مشورے دیں گے کہ کس چکر میں پڑ گئے ہو۔ لہٰذا یہ فیصلہ اب آپ کو کرنا ہے کہ آپ نے کدھر جانا ہے۔

﴿كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾﴾

''ہر جان رہن ہے اُس کے عوض جو کچھ کہ اُس نے کمایا ہے۔''

رہن کہتے ہیں گروی رکھنا اور ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں گروی رکھا ہوا ہے۔ اسے جہنم سے چھڑانے والی شے اس کے نیک اعمال ہوں گے۔ اپنے آپ کو بچانا ہے تو پھر اس راستے پر آنا ہوگا۔ وہاں پر صرف ایمان اور اعمال صالحہ ہی کام آنے والے ہیں اور اس دن کوئی رشتہ داری، کوئی رشوت، کوئی سفارش کچھ کام نہیں آئے گی۔ عمل کے وزن کے حوالے سے ایک بات نوٹ کر لیجیے کہ کسی بھی نیک عمل میں وزن تب پیدا ہوتا ہے جب اس کے پیچھے نیت بھی خالص ہو۔ ایک شخص بظاہر بڑا نیک عمل کر رہا ہے، مثلاً بہت خیرات دے رہا ہے، لیکن مقصود صرف لوگوں کو دکھاوا ہے یا الیکشن کی تیاری ہے تو پھر اس عمل کا کوئی وزن نہیں ہے چاہے اس کا وزن بظاہر ٹنوں میں نظر آ رہا ہو۔ چنانچہ کسی بھی نیک عمل میں وزن پیدا کرنے والی شے خلوص واخلاص ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر کوئی وزن نہیں ہے، چاہے ہمالیہ جیسی نیکیوں کے پہاڑ کھڑے کر دیے ہوں۔

﴿اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾﴾

''سوائے ان لوگوں کے جو داہنے والے ہوں گے۔''

قرآن مجید میں یہ مضمون بھی کئی جگہ آیا ہے کہ نیک لوگوں کو ان کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں تھمایا جائے گا اور وہ خوشی منائیں گے اور جو بد اعمال ہوں گے ان کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ اپنی قسمت کو رو رہے ہوں گے۔ اصحاب یمین سے مراد وہ لوگ ہیں جو احکامات الٰہی اور قرآنی تعلیمات کے مطابق زندگی گزاریں اور صراط مستقیم پر چلیں۔ جیسے کہ سورۃ الفاتحہ میں ہم یہ دعا مانگتے ہیں: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ ''(اے ربّ ہمارے!) ہمیں ہدایت بخش سیدھی راہ کی۔ راہ اُن لوگوں کی جن پر تیرا انعام ہوا!'' یہ بہت عمدہ دعا ہے، لیکن یہ الگ بات ہے کہ ہمیں نماز پڑھتے ہوئے پتا ہی نہیں ہوتا کہ ہم کوئی دعا بھی مانگ رہے ہیں۔

سورۃ النساء' آیت 69 میں اصحاب یمین کے چار درجات بھی بیان ہوئے ہیں: ﴿مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ﴾ یعنی آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہونے والے اور ''رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ'' کے مقام تک پہنچنے والوں میں سرفہرست تو انبیاء ورسل ﷺ ہیں۔ پھر اہل ایمان میں سے ان کا نمبر ہے جو مقام صدیقیت پر فائز ہیں۔ صدیقین سے مراد وہ ہیں جو ہر خیر کی بات پر لپکنے والے ہیں' اللہ کے راستے میں زیادہ سے زیادہ صدقہ وخیرات کرنے والے ہیں اور ایمان کی کیفیت کے اعتبار سے بہت اونچے مقام پر ہیں۔ ختم نبوت کے بعد اب دنیا میں یہی سب سے اونچا مقام ہے جو کسی انسان کو مل سکتا ہے۔ تیسرا نمبر شہداء کا ہے اور چوتھے نمبر پر صالحین اور نیک لوگ ہیں۔ صالحین سے مراد وہ ہیں جو اعلیٰ اخلاق کے حامل ہوں اور وہ انبیاء اور رسولوں کے راستے پر چلنے والے ہوں...... زیر مطالعہ آیت میں انہی چار قسم کے لوگوں کو اصحاب یمین کہا گیا ہے اور انہی کو ان کا اعمالنامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ پروردگار! ہمیں بھی ان میں شامل فرما دے' آمین!!

﴿فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾﴾

''وہ باغات میں ہوں گے اور پوچھتے ہوں گے گنہگاروں سے کہ تم لوگوں کو کس چیز نے جہنم میں ڈالا؟''

اگلی آیات میں مجرم اپنے جرائم خود گنوا رہے ہیں کہ وہ آخر اس جہنم کے مستحق کیوں ٹھہرے:

﴿قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾﴾

''وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔''

درحقیقت آسمانی ہدایت کی اتباع کرنے والوں اور اس کے مطابق چلنے والوں کی سب سے بڑی نشانی نماز ہے۔ یہ وہ اہم فریضہ ہے جس سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔ انسان بیمار ہے' سفر میں ہے' کچھ بھی ہے' پانچ وقت نماز

پریس ریلیز 19 فروری 2016ء

احتساب کے خوف سے حکومت اور اپوزیشن سب ایک ہو گئے ہیں

وہ معاشرے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں جن میں اُمرا اور غُربا کے لیے الگ الگ قانون ہو اور اُمرا قانون پر حاوی ہوں

چودھری رحمت اللہ بٹر

احتساب کے خوف سے حکومت اور اپوزیشن ایک ہو گئے ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے قائم مقام امیر چودھری رحمت اللہ بٹر نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ بھتہ خوری اور ٹارگٹ کلنگ کے خلاف آپریشن ہوا تو ایم کیو ایم چیخنے لگی اور جب کرپشن و معاشی دہشت گردی کے خلاف نیب اور ایف آئی اے حرکت میں آئی تو سندھ حکومت نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ اور اب جبکہ نیب نے پنجاب میں بڑی مچھلیوں پر ہاتھ ڈالنا شروع کیا ہے تو وزیر اعظم کی چیخ نکل گئی ہے اور اُنہوں نے میڈیا کے سامنے یہ کہا کہ اگر نیب نے اپنی حدود سے تجاوز کیا تو ہم اپنا اختیار استعمال کریں گے۔ اسلام آباد میں یہ افوائیں گردش کر رہی ہیں کہ حکومت نیب کے اختیارات کو محدود کرنے کے لیے نئی قانون سازی کی تیاریاں کر رہی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ عدل اسلام کا کیچ ورڈ ہے اسلام عدل کے تمام تر تقاضے بھرپور انداز میں ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ فرمانِ نبویؐ ہے کہ اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو اُس کے ہاتھ کاٹ دیئے جاتے۔ علاوہ ازیں وہ معاشرے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں جن میں اُمرا اور غُربا کے لیے الگ الگ قانون ہو اور اُمرا قانون پر حاوی ہوں۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان کو حقیقی اسلامی ریاست بنایا جائے کیونکہ نظام مصطفیٰ ہی وہ واحد نظام ہے جو عدل کے تقاضے شدت سے پورے کرتا ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

تو پڑھنی ہے۔ کھڑے ہو کے نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کے پڑھے' بیٹھ کے نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کے پڑھے' وضو نہیں کر سکتا تو تیمم کر لے۔ چنانچہ نماز بندۂ مؤمن کی سب سے بڑی نشانی ہے اور یہ وہ چیز ہے جو ایک مسلمان معاشرے میں بہت ظاہر اور نمایاں ہوتی ہے۔ اگر صحیح معنوں میں مسلمانوں کا معاشرہ ہو تو ساری چیزیں نماز کے مطابق طے ہوتی ہیں۔ مثلاً فلاں نماز کے بعد ملاقات ہوگی' فلاں نماز کے ساتھ یہ پروگرام ہوگا' یعنی نماز کا سب سے زیادہ اہتمام اور باقی چیزیں اس کے دائیں بائیں۔ جبکہ ہمارے معاشرے میں نماز کے اوقات کا سوچا ہی نہیں جاتا اور کوئی پروگرام نماز کے اوقات میں رکھ لیا جاتا ہے۔ پھر صورتِ حال یہ بنتی ہے کہ تقریب ہو رہی ہوتی ہے اور نماز پڑھنے والے بیچارے دیکھتے ہیں کہ وقت نکل رہا ہے' ہم کیا کریں' کہاں سے وضو کریں اور مصلیٰ کہاں سے حاصل کریں۔ یہ مسلم معاشرہ تو نہ ہوا۔ چنانچہ مسلمان اور اہل جنت کا سب سے بڑا وصف نماز کی پابندی ہے۔ ایک اعتبار سے دیکھیں تو ساری بندگی اس میں آجاتی ہیں۔

مجرموں کا دوسرا جرم حقوق العباد میں کوتاہی کرنا ہے' جس کی ایک علامتی نشانی یہ بیان کی گئی کہ:

﴿وَلَمۡ نَكُ نُطۡعِمُ الۡمِسۡكِيۡنَ ۴۴﴾

"اور نہ ہم مسکین کو کھانا کھلاتے تھے۔"

اب ان دونوں آیات کو جمع کریں تو ان میں سب سمو دیا گیا ہے۔ نماز اللہ کا سب سے بڑا حق ہے اور بندگی کا اظہار سب سے زیادہ نماز کے اندر ہے۔ مسکین کو کھانا کھلانا یہ گویا ایک علامت ہے حقوق العباد کی کہ اللہ نے انسانوں کے بھی حقوق رکھے ہوئے ہیں' جن کی ادائیگی انسان پر فرض ہے۔ حقوق العباد میں سے ایک یہ ہے کہ تمہاری آبادی کے اندر جو ضرورت مند ہے اس کی ضرورت پوری کرو' کوئی بھوکا ہے تو اس کو کھانا کھلاؤ۔ اب تو آبادیوں کے بھی تصورات بدل گئے ورنہ پہلے محلے ہوتے تھے اور سب کو معلوم ہوتا ہے کہ اس محلے میں فلاں غریب ہے اور اس کی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے تو اس کی مدد کی جاتی تھی۔

بہرحال قیامت کے دن مجرمین کہیں گے کہ ایک تو ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور دوسرا ہمیں حقوق العباد کا کوئی خیال نہ تھا اور ہمارا تیسرا جرم یہ تھا کہ:

﴿وَكُنَّا نَخُوۡضُ مَعَ الۡخَآئِضِيۡنَ ۴۵﴾

"اور ہم کٹ حجتیاں کرنے والوں کے ساتھ مل کر کٹ حجتیاں کیا کرتے تھے۔"

"خوض" کا مطلب ہوتا ہے نئے نئے نکتے نکالنا' باتیں بنانا اور مذاق اڑانا۔ آج کل ہمارے سیکولر دانشوروں کی دانش کا بھی سب سے بڑا اظہار یہ ہوتا ہے کہ وہ قرآن کا کسی نہ کسی انداز سے مذاق اُڑائیں' کسی اسلامی حکم کی تحقیر کریں اور اسلام پر کوئی طنزیہ فقرہ چست کریں۔ اسی سے ان کی دانش کا لیول بڑھتا ہے۔ مجرموں کا یہی کہنا ہوگا کہ اللہ کا رسول ہمیں قرآن پہنچا رہا تھا' ایمان کی دعوت دے رہا تھا' آخرت سے ڈرا رہا تھا' جبکہ ہم اللہ کے رسول کا اور آخرت کا مذاق ہی اڑاتے رہے' بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہم تو آخرت کے منکر تھے:

﴿وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوۡمِ الدِّيۡنِ ۴۶﴾

"اور (سب سے بڑھ کر یہ کہ) ہم جزاء و سزا کے دن کا انکار کرتے رہے۔"

سیدھی سی بات یہ ہے کہ قرآن کا' رسول اللہ ﷺ کا اور دین اسلام کا کسی بھی انداز میں مذاق اڑانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا آخرت پر یقین نہیں ہے اور اگر کوئی مسلمان یہ کام کر رہا ہے تو حقیقت میں وہ بھی آخرت کو مانتا نہیں ہے اور وہ صرف موروثی مسلمان ہے اور یہ بھی ہے کہ جو آخرت کا انکار کر رہا ہے' وہ دراصل پوری آسمانی ہدایت کا منکر ہے اس لیے کہ آخرت اسی کا بڑا اہم حصہ ہے۔

﴿حَتّٰۤى اَتٰٮنَا الۡيَقِيۡنُ ۴۷﴾

"یہاں تک کہ ہمیں موت نے آلیا۔"

موت تو ایک ایسی بڑی حقیقت ہے کہ اس کا انکار کیا ہی نہیں جا سکتا۔ انہیں بھی معلوم تھا کہ آج سے سو سال پہلے جن کے دم قدم سے یہ دنیا آباد تھی' اب ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ سب کو پتا ہے کہ انسانی زندگی کا اختتام موت ہے۔ اصل مسئلہ تو یہ ماننا ہے کہ موت کے بعد پھر دوبارہ پیدا کیے جائیں گے' حساب کتاب ہوگا اور پھر اعمال کی بنیاد پر ہماری اصل زندگی کے فیصلے ہوں گے۔ یہ ہے اصل بات جس کو وہ نہیں مانتے تھے۔

﴿فَمَا تَنۡفَعُهُمۡ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيۡنَ ۴۸﴾

"تو اب ان کے لیے نفع بخش نہیں ہوگی شفاعت کرنے والوں کی کوئی شفاعت۔"

اول تو اللہ کے ہاں کوئی سفارشی نہیں ہوگا اور اگر کوئی سفارش کرے گا بھی تو ان کے حق میں کسی کی بھی سفارش قبول نہیں ہوگی۔

﴿فَمَا لَهُمۡ عَنِ التَّذۡكِرَةِ مُعۡرِضِيۡنَ ۴۹ كَاَنَّهُمۡ حُمُرٌ مُّسۡتَنۡفِرَةٌ ۵۰ فَرَّتۡ مِنۡ قَسۡوَرَةٍ ۵۱﴾

"تو انہیں کیا ہو گیا ہے کہ یہ اس یاد دہانی (قرآن) سے اعراض کرنے والے بنے ہوئے ہیں؟ گویا وہ بدکے ہوئے جنگلی گدھے ہیں جو شیر سے ڈر کر بھاگ پڑے ہیں۔"

نبی اکرم ﷺ قرآن سنانے کے لیے گلی گلی پھر رہے ہیں لیکن قرآنی آیات سن کر یہ ایسے بھاگتے ہیں جیسے شیر کو دیکھتے ہی جنگلی گدھے بدک کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ آج کل افریقہ کے جنگلوں کے مناظر آپ ٹی وی پروگرامز میں دیکھتے ہیں کہ زیبروں کے ایک غول کے سامنے اچانک شیر نمودار ہوتا ہے تو وہ بدک کے ایک دم سرپٹ بھاگتے ہیں۔ تو مجرمین بھی قرآنی دعوت کی جگہ سے اسی طرح بدک کے بھاگ جاتے تھے۔

﴿بَلۡ يُرِيۡدُ كُلُّ امۡرِیًٴ مِّنۡهُمۡ اَنۡ يُّؤۡتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۵۲ كَلَّا ؕ بَلۡ لَّا يَخَافُوۡنَ الۡاٰخِرَةَ ۵۳﴾

"بلکہ ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کو پکڑا دیے جائیں کھلے صحیفے۔ ہرگز نہیں! اصل بات یہ ہے کہ وہ آخرت کا خوف نہیں رکھتے۔"

جب انہیں دعوت دی جاتی تو وہ ڈھیٹ بن کر کہتے تھے کہ اگر ہم پر وحی آئے اور فرشتہ ہم پر بھی نازل ہو' تب ہم مانیں گے۔ اس بارے میں بتادیا کہ یہ سب انکار اور تکذیب کے مختلف انداز ہیں۔

اگلی آیات میں آنحضور ﷺ کی دلجوئی کے لیے فرمایا جا رہا ہے:

﴿كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذۡكِرَةٌ ۵۴ فَمَنۡ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۵۵ وَمَا يَذۡكُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهۡلُ التَّقۡوٰى وَاَهۡلُ الۡمَغۡفِرَةِ ۵۶﴾

"ہرگز نہیں! یہ تو بس ایک یاد دہانی ہے۔ اب جو چاہے اس سے نصیحت اخذ کر لے اور یہ لوگ نصیحت اخذ نہیں کریں گے' مگر یہ کہ اللہ ہی ایسا چاہے۔ وہی ڈرنے کے لائق ہے اور وہی مغفرت کا مجاز۔"

جو شخص بھی ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہدایت کے راستے کھول دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اور پھر اللہ عزوجل نے لوگوں کی ہدایت کے لیے بہترین کتاب ہدایت نازل فرمائی تاکہ لوگ سیدھے راستے کی طرف آئیں۔ لہٰذا ہمیں اللہ سے ہی ڈرنا چاہیے کیونکہ اس کی گرفت بڑی مضبوط ہے اور پھر اسی سے مغفرت طلب کرنی چاہیے کہ وہ بڑی سے بڑی خطا کو معاف کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس انداز سے زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے کہ کل قیامت کے دن ہمارا شمار اُن لوگوں میں ہو جن کو ان کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ دیدارِ الٰہی کی نعمت سے مالا مال ہوں گے۔ آمین!!

❁❁❁

محرومِ بصیرت

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ہم ایک گھن چکر سے نکلتے نہیں کہ دوسرے میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں تخریبی قوتیں ہر شعبۂ زندگی پر حملہ آور ہیں۔ لبرلز، سیکولر طبقے سے معذرت کے ساتھ چند حقائق توجہ طلب ہیں۔ دنیا کی کہانی جو ہبوطِ آدمؑ وحواؑ سے شروع ہوئی تھی، ابلیس کے چیلنج کے ساتھ، وہ اب آخری ادوار کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آچکے۔ خاتم النبیین ﷺ، امام الانبیاء ﷺ کی آخری امت چل رہی ہے۔ دنیا اپنی ابتدا سے بہت دور، انتہا سے بہت قریب آچکی ہے۔ ابلیس کی مہلت ختم ہونے کے قریب تر ہے، سو آخری درجے کی Anxiety...... تشویش، گھبراہٹ، غم، مایوسی میں مبتلا ہے۔ سارے انبیاء کی امتوں کو بہکانے بھٹکانے کا بے حساب تجربہ اس کے پاس ہے۔ بندے کو پھسلانے میں سپر ڈاکٹریٹ کی ڈگریوں کا حامل ہے! (لبرلز اس کالم میں مغز نہ کھپائیں الرجی کا اندیشہ ہے) دجال کی آمد کے لیے اس نے تمام تر تیاریاں کر رکھی ہیں۔ دجال ابلیس تو نہیں لیکن برسرِ زمین ابلیسیت کے عمر بھر کے تجربات کا حاصل حصول اور عملی اظہار (Manifestation) ہے۔

جس طرح پچھلی امتوں کو نبی آخر الزمان ﷺ کی آمد کی خبر مع علامات، ظہور کی سرزمین، وقت کا اندازہ، نام، خاندان تک انبیاء اور کتب میں بتا دیے گئے تھے، ہمیں بھی اللہ نے لاعلم نہیں رکھا۔ پیش آئند دور میں ظہور مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی پر واضح علامات، علاقہ جات، اہم واقعات سب بتا دیے گئے ہیں۔ دور نبوت ﷺ میں یہود کی طرح ہم خدانخواستہ جھٹلانے کی کیفیت (State of denial) میں رہیں تو نقصان ہمارا ہی ہے۔ رنگ برنگی بحثوں، جھگڑوں، فساد، انتشار میں حقائق گم کرنے لاحاصل ہیں۔ گلوبل ولیج میں حق و باطل کا چھیڑا گیا معرکہ اب بلٹ ٹرین کی رفتار سے ہر گھر، بستی، آبادی کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ ایک طرف جنگی جنون، اسلحہ ساز فیکٹریوں کی دھونکنی چل رہی ہے۔ (امریکی اسلحہ سازوں کی پانچوں گھی میں سر کڑاہی میں ہے۔) پس پردہ حیاتیاتی جرثوموں وائرسوں (Biological) کی جنگ چل رہی ہے۔ آئے روز ایک نیا وائرس، نئی بیماری رنگ دکھاتی ہے۔ (جس کے پیچھے بھی لمبی داستانیں ہیں!) ایڈز سے شروع ہونے والی کہانی، سوائن فلو، برڈ فلو، ایبولا وائرس سے اب زیکا وائرس تک اور دریں اثناء ڈینگی کے ڈنک بھی کھا چکی ہے۔ غرض ایک ہنگامے پر موقوف ہے رونق۔۔۔ گلوبل ولیج کی۔ زیکا بارے معلومات یہ ہیں کہ اس سے 100 سے زیادہ اعصابی/دماغی امراض نتھی ہیں۔ یہ تو ایک مچھر کی تباہ کاریاں ہیں، لیکن کہانی یہاں ختم تو نہیں ہو جاتی۔ مسلم دنیا کے اعصابی مراکز پر حملہ آور تہذیبی وائرس پے در پے اتنے چھوڑے گئے ہیں جنہوں نے مسلمان نوجوان نسل کو فکری انتشار، ژولیدگی (مکمل کنفیوژن)، شناخت گم، ہوش حواس گم کیفیت میں مبتلا کر دیا ہے۔ ہر اک لچر سی چیز کو کلچر کا نام دو۔۔۔!

ہیلووین کا بھوتوں بلاؤں بھرا جاہلانہ تہوار آیا اور گزر گیا۔ مہذب شرفاء انگشت بدنداں، آنکھیں پٹپٹاتے اس دیوانگی کو فیشن اور ترقی پسندی کی انتہا پسندی سمجھ کر دیکھتے رہ گئے! اس سے عہدہ برآ ہوئے نہ تھے کہ مسلم نوجوان کرسمس اور بعد ازاں نیا سال دھماکہ خیز ولولوں سے منانے چل پڑے۔ گلوبل ولیج اور مشترک کلچر کے دعویداروں نے کسی کافر کو ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی عیدین مناتے تو کبھی نہ دیکھا! رواداری میں وائٹ ہاؤس میں عیدالاضحیٰ کے بکرے تو ہم نے بندھے نہیں دیکھے! اب یوم فحاشی، بدکاری تہذیبی یلغار کا زیکا وائرس خراب دماغ کی ساری علامتیں لیے چلا آ رہا ہے۔ اخلاقی لنڈا بازار سے ویلنٹائن ڈے لال گلاب لال لباس لیے بہکتا تھرکتا مٹکتا چلا آ رہا ہے۔ یہ وائرس قلب وروح پر حملہ آور ہو کر اسے موت کے گھاٹ اتارتا ہے۔ دماغ کی چولیں ڈھیلی کرتا ہے۔ کہتے ہیں جس کو عشق خلل ہے دماغ کا! دل و نگاہ ہی کی حفاظت پر تو انسانی شخصیت اور بالخصوص مسلم شناخت کا دارومدار ہے سارا۔۔۔!

نگاہ پاک ہے تو دل بھی پاک ہے تیرا
کہ حق نے دل کو کیا ہے نگاہ کے تابع!

کیا غضب ہے کہ قرآن و سنت کی دعوت پر تو سارے پہرے بٹھا دیے۔ شانِ رسالت ﷺ پر کوئی زبان نہ کھولے۔ قانون بدلنے کو تڑپ رہے ہیں۔ ختم نبوت ﷺ کا تذکرہ کرنے کی جرأت نہ ہو۔ جلسے، جلوسوں، حتیٰ کہ سیمیناروں کانفرنسوں کی اجازت سلب کی جا رہی ہے۔ آزادئ اظہار سلب ہو۔ خطبے لکھے ہوئے سرکاری فراہم ہوں۔ (حکومت تو بلاشبہ امریکی خطبے جوں کے توں پڑھ دیتی ہے جس کا شاخسانہ یہ سارے دیوانے اقدامات ہیں!) دگ دگ (دہشت گردی) کرتے، پاکیزہ قرآنی تعلیم دیتے، کردار سازی کرتے علماء فضلاء پر چڑھ دوڑیں۔ عدالتوں، آئین قانون سے ماوراء، دینی تشخص والوں کو بند دروازوں کے پیچھے خود ساختہ مجرم ٹھہرا کر بنگلہ دیش والے پھانسی گھاٹ کھول دیے جائیں۔ تبلیغی جماعت کی زبان بندی کا حکم ہو۔ نوجوان نسل پر دینی تعلیمات کی تالہ بندی کر دی جائے۔ اب سکول کے ننھے بچوں سے لے کر مخلوط تعلیم کے زہرناک ماحول تک میں ویلنٹائن ڈے کے لال گلاب اور عشق عاشقی کے اسباق پڑھائے جائیں گے۔ ساری قدغن عشق رسول ﷺ پر ہوگی۔ سلمان رشدی تو پیدا ہوں، لیکن غازی علم الدین شہید یا عاشق رسول ﷺ اقبالؒ جیسے، نام نبی ﷺ پر ہچکیاں بھرنے والے دیوانے نہ پیدا ہوں! یہ پاکستان ہے نیا پاکستان۔۔۔! اس کے پس پردہ ہاتھ کون سے ہیں؟ شریف برادران کے خاندانی طور اطوار ویلنٹائنی تو دکھائی نہیں دیتے۔ کون ہے جو پاکستان کو بے دینی کی طرف دھکیلے، اسلام کے لیے معذرت خواہانہ پالیسی مسلط کیے چلا جا رہا ہے۔ نادیدہ ہاتھ ایک پوری مملکت سے اس کی تاریخ، اس کی اقدار، شناخت اور عالی شان دین چھین لیں اور دینی حلقے اس بڑھتے پھیلتے طوفان میں خس و خاشاک بن کر رہ جائیں؟ مغرب کی اخلاقی زندگی کا تعفن اور سڑاند اتنی ہے کہ سات سمندر پار سے بھی خبریں آتی ہیں تو سانس رکنے لگتی ہے۔ دیوانگی کو چھوتی ہوئی تہذیب جسے خوبصورت اصطلاحوں اور نت نئے ناموں میں ملفوف ہمارے معصوم بچوں کو چٹانے اور اغوائے شیطانی کے یہ سارے سامان کیے جا رہے ہیں۔ امریکہ ہماری تہذیبی بربادی کے لیے پانی کی طرح ڈالر بہا رہا ہے۔ ہم جنسی کی

غلاظت، بن رہا ہے جوڑوں کی ناپاک زندگی، برہنگی کا ہیضہ (جسے دور کرنے کو ڈینگی، زیکا مچھر آتا ہے۔ اس کے خوف سے کپڑے پہننے پر مجبور ہوتے ہیں) ازدواجی زندگی اگر کہیں ہے بھی تو وفاشعاری سے عاری۔ موسیقی، خمر، نشہ آور ادویات کی دیوانگی۔ خوار و زبوں حال بوڑھے کسمپرسی کی خوفناک تصویر بنے جاہل معاشرے کے عکاس۔

سبز ہوں تو گلے سے لپٹے ہوں
زرد ہوں تو کہیں اماں نہ ملے!

بیٹرس ڈال اداکارہ جیسے ماؤف رول ماڈل جو اقرار کرے کہ اداکاری سے پہلے مردہ خانے میں ملازمت کرتی تھی۔ نشے میں دھت ہو کر مردوں کا گوشت بھی کھایا۔ ایک مرتبہ لاش کا کان کھا گئی۔ فخریہ فرماتی ہے کہ اس پر کوئی شرمساری نہیں۔ جب لاش نے کوئی شکایت نہ کی تو کسی اور کو کیا اعتراض ہے؟ 47 تا 60 فیصد بچے جو حرام پیدا ہو رہے ہیں والدین کی شفقت اور تربیت سے محروم۔ عورت اور مامتا سے محروم؟ اپنا بچہ پالنا بھی فرضِ عین نہ رہا، فرضِ کفایہ بن گیا! حتیٰ کہ کرائے پر مائیں دستیاب! آپ تسلی سے نوکری فرمایئے، باقی کام ہمارا ہے! ادارے اور عورتیں اس خدمت پر مامور......! بچہ کسی اور کا...... رحم کھا کر رحم کسی اور کا! امریکی خاتون انگلبورگ جس نے 120 بچے پالے گود لے لے کر! کیا بے چارگی ہے انسانیت کی۔ دجال خود بے اولاد ہوگا۔ سو آمد سے پہلے دنیا کے بچوں کی صفائی تباہی بربادی پھیرے گا۔

خدارا دنیا کی اخلاقی تباہی کا احوال ذرا آنکھیں کھول کر دیکھیے، ویلنٹائن ڈے کا نشہ ہرن ہو جائے گا۔ ہم میں سے ہر ذی شعور فرد کو اٹھ کر اپنے حصے کا ایمانی اخلاقی فرض جنگی بنیادوں پر ادا کرنا ہے۔ اس اخلاقی دہشت گردی کا سدباب کرنا ہے۔ آج دنیا میں جنگ، اولادِ ڈارون...... ارذل الخلوقات، اسفل سافلین بوزنوں اور اولادِ آدمؑ...... اشرف الخلوقات کے مابین ہے۔ اٹھیے اور اپنے اشرف ہونے کا ثبوت دیجیے۔ پاکستان جیسے کلمہ لا الٰہ پر بنے ملک کو ہم ایک فیصد ڈالر یافتگان کی خواہشات اور عزائم کا لقمۂ تر دہشت گردی کے بہانے کیونکر بن جانے دیں؟ کوئی دیندار اے پی ایس، باچا خان یونیورسٹی یا عوام الناس پر کہیں بھی ایسے حملوں کی تائید نہیں کرتا۔ اسے بہانہ بنا کر ملک کو امریکی بوزنا بنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

سنگ و آہن کے بھی سینوں میں شرر جاگ اٹھے
چشمِ انساں ہے کہ محروم بصیرت ہے ابھی!

اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھو!

ابوعبداللہ

اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت کے ساتھ اس کی رحمت سے اپنے لیے بھلائی کی امید رکھنا بھی بہت عظیم عمل ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللّٰہِ (ترمذی و حاکم)

''(اللہ تعالیٰ سے) اچھا گمان رکھنا بھی اللہ تعالیٰ کی اچھی عبادت ہے۔''

اور ایک حدیث قدسی میں آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ:

''میرا بندہ مجھ سے جو گمان رکھتا ہے۔ میں اس کے مطابق ہوں۔''

غرض قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اچھی امید رکھنے کے بڑے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش میں لگا رہے اور جہاں اس کوشش کے باوجود غلطیاں اور کوتاہیاں ہو جائیں تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اُمیدوار رہے۔

لیکن اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے احکام سے بالکل غافل ہو۔ اپنی اصلاح کی مطلق فکر نہ کرے اور اپنے آپ کو بے لگام نفسانی خواہشات کے پیچھے چلنے کے لیے آزاد چھوڑ دے اور اس غفلت اور بے فکری کے باوجود یہ آرزوئیں باندھے کہ خود بخود مغفرت ہو جائے گی تو ایسے شخص کی حدیث میں سخت مذمت کی گئی ہے۔ صحیح طرزِ عمل یہ ہے کہ اپنی اصلاح کی فکر کے ساتھ انسان اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت، اس کے ساتھ حسن ظن اور اس کی رحمت کی امید، دونوں باتوں کو اس طرح جمع کرے کہ ''بیم و رجا'' کی ملی جلی کیفیت اس پر طاری رہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک نوجوان کے پاس تشریف لے گئے جو بستر مرگ پر تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ ''تم کیا محسوس کرتے ہو؟'' اس نے عرض کیا کہ ''یارسول اللہ! مجھے اللہ تعالیٰ سے بہت امید ہے لیکن ساتھ ہی اپنے گناہوں کا ڈر بھی ہے۔''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جس مومن کے دل میں اس جیسے موقع پر یہ دو باتیں جمع ہوں اللہ تعالیٰ اس کی امید پوری فرما دیتے ہیں اور اسے اس کے خوف سے مامون فرما دیتے ہیں۔ (ترمذی)

زبان سے نکلنے والا ایک کلمہ

آپؐ نے فرمایا کہ بعض اوقات انسان اپنی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکالتا ہے جس کو وہ کوئی اہمیت نہیں دے رہا تھا لیکن اس ایک کلمہ کی بدولت وہ جہنم کا مستحق ہو جاتا ہے، بعض روایات میں آتا ہے کہ وہ کلمہ اس کو جہنم میں اتنی گہرائی میں پھینک دیتا ہے کہ جو ستر سال کی مسافت پر ہوتی ہے۔ جب ایک کلمہ اس حد تک گہرائی میں پہنچا دیتا ہے تو یہ زبان جو ہر وقت صبح سے لے کر شام تک بے محابہ قینچی کی طرح چل رہی ہے، معلوم نہیں کہ جہنم کی کتنی گہرائی میں ہمیں ڈال دے۔

مجالس میں غیبت اور تنقید

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسانوں کو اوندھے منہ جہنم میں گرانے والی کوئی چیز ''زبان'' سے زیادہ خطرناک نہیں لیکن کیا ہمیں اس کی کچھ فکر ہے کہ اس زبان کو روکیں اور اس کو قابو کر لیں اور اس کو صرف اللہ جل شانہٗ کی رضاجوئی میں استعمال کریں اور اللہ جل شانہٗ کی معصیتوں اور گناہوں میں اس کو استعمال نہ کریں۔ اگر مجلس میں بیٹھے ہیں تو غیبت ہو رہی ہے لیکن ہمیں کوئی پروا نہیں، اگر کسی سے گفتگو ہو رہی ہے تو بعض لوگوں کو گفتگو کے دوران دوسروں پر تنقید کا بڑا شوق ہوتا ہے اور اس تنقید کے نتیجے میں دوسروں کو ڈنگ مارتے ہیں، دوسروں کا دل توڑتے ہیں لیکن اس شخص کو اس کی کوئی پروا نہیں ہوتی۔

حقیقی مجاہد کون؟

نفلیں پڑھنا تو سب کو نظر آتا ہے اور دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ یہ بڑا عابد و زاہد آدمی ہے لیکن گناہوں سے بچنا اور بچنے کی فکر کرنا ایسی چیز ہے جو دوسروں کو پتہ بھی نہیں چلتی۔ مثلاً دل میں گناہ کا تقاضا ہوا اور آدمی نے اس تقاضے کو دبا دیا اور اس تقاضے پر عمل نہیں کیا، یہ اتنا بڑا جہاد ہے جس کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلْمُجَاھِدُ مَنْ جَاھَدَ نَفْسَہٗ'' اتنا بڑا جہاد کر لیا اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلا۔ اس میں کوئی شہرت بھی نہیں ہوتی، نہ اس میں ریاکاری کا احتمال ہے بلکہ اپنے کو بچا کے رکھنے کی فکر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آزادیٔ نسواں پر اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی تشویش

ڈاکٹر عطیہ اشرف

بے مثل مفکر وشاعر حکیم الأمت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ خواتین کے چہرے کے پردے کے قائل تھے اور مردوزن کی مخلوط محفلوں کے مخالف تھے۔ یہ بات ریکارڈ میں موجود ہے کہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو انگریزوں نے جنوبی افریقہ میں ہائی کمشنر کے عہدے کی پیشکش کی، مگر شرط یہ رکھی کہ ان کی اہلیہ کی مخلوط محفلوں میں شمولیت لازمی ہوگی۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس شرط کو قبول نہ کیا اور یہ پیشکش مسترد کر دی۔

ذیل میں تحریک آزادیٔ نسواں کے حوالے سے اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات وعقائد کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔ یورپی قومیں مذہب سے آزاد ہو کر گویا ہر بند سے آزاد ہو گئیں۔ انہوں نے شرم وحیا کے فطری تقاضوں کو مکمل طور پر دبا دیا اور عیش پرستی کو زندگی کا مقصود اول بنا لیا۔ ظاہر ہے عورت کو اس سلسلے میں بنیادی آلہ کار کی حیثیت دی گئی، اس لیے پوری کوشش کی گئی کہ وہ جسمانی حسن ودلکشی کی علامت بن جائے اور شمع محفل بن کر ہر شخص کا دل لبھاتی رہے، لیکن چونکہ خود غرضی اور بے مروتی مغربیت کا لازمی شعار ہے، اس لیے ظلم یہ کیا گیا ہے کہ عورت کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھا کر اسے زیادہ سے زیادہ عریانی وفحاشی کا پیکر بنایا گیا، مگر اسی نسبت سے اسے وقار اور تحفظ کے سارے وسائل سے محروم کر دیا گیا۔ بحیثیت ماں، بیوی، بیٹی یا بہن اس کی کوئی عزت نہ رہی۔ جوانی میں وہ بیک وقت کئی مردوں کی تفریح کا سامان بنتی ہے۔ اپنے روزگار کا انتظام بھی خود کرتی ہے، یعنی اپنی نازک جسمانی ساخت کے باوصف دفتر یا کارخانے میں مردوں کے برابر کام بھی کرتی ہے، اس طرح خاندانی نظام درہم برہم ہونے کی وجہ سے وہ اپنی ممتا کو دبا کر جذبوں سے بے نیاز رہنے پر مجبور ہوتی ہے اور اس کا بڑھاپا کسمپرسی اور بے بسی کی حالت میں گزرتا ہے۔ چنانچہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یورپ نے یوں تو پوری انسانی دنیا پر ناقابل بیان مظالم توڑے ہیں، مگر سب سے زیادہ ظلم واستحصال کا شکار عورت بنی ہے۔ اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ شدید ٹھنڈے موسم میں مرد تو تھری پیس سوٹ پہنتا ہے، مگر عورت کو محض سفلی جذبات کی تسکین کے لیے منی اسکرٹ میں دیکھنا چاہتا ہے۔ شمالی یورپ کے ممالک کی ایئر ہوسٹسوں نے تو باقاعدہ احتجاج بھی کیا ہے کہ انہیں فضا کی بلندیوں میں شدید سردی محسوس ہوتی ہے، اس لیے اسکرٹ کے بجائے انہیں گرم پاجامے پہننے کی اجازت دی جائے، مگر وہاں کے مرد کی سنگ دلی پر اس فریاد کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس کے نتیجے میں عورت کا تو ظاہر ہے تقدس تباہ ہونا ہی تھا، مگر اس کا وبال سارے معاشرے پر پڑا۔ آزاد اور مخلوط سوسائٹی کے نتیجے میں حرامی بچوں کی غیر معمولی کثرت، طلاقوں کی بھرمار، ان گنت نفسیاتی مسائل، بے شمار جنسی بیماریاں، خودکشیاں اور ہمہ نوع خاندانی اور سماجی ابتری نے یورپ کو حیوانوں کی سطح سے بھی بہت نیچے گرا دیا ہے اور یہ تہذیب تاریخ اور انسانیت دونوں کے لیے سرطان سے بھی خطرناک بیماری کی صورت اختیار کر گئی ہے۔

یورپ والوں نے نہایت عیاری اور بدنیتی کے ساتھ کوشش کی کہ ایشیا اور افریقہ خصوصاً اسلامی دنیا میں بھی عورت کو ویسی ہی آزادی مل جائے جیسی یورپ نے اپنے ہاں کی عورتوں کو دی ہے تاکہ مسلمان بھی عیاش وبے حیا ہو جائیں اور ان کی روایتی خصوصیات یعنی شجاعت ومردانگی، حمیت وایثار، مروت اور خدا خوفی جو زوال کے سائے میں پڑی سو رہی ہیں اور کسی وقت بھی بیدار ہو سکتی ہیں، بے ہوشی کی حالت میں ہی دم توڑ جائیں اور وہ یورپ کی غلامی کے شکنجے سے کبھی رہائی نہ پا سکیں۔ اس سلسلے میں پوری اسلامی دنیا میں آزادیٔ نسواں کی تحریکیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ظاہر ہے یہ سب کچھ مغربی حکمرانوں، دانشوروں اور سیاست کاروں کے سوچے سمجھے منصوبے سے ہو رہا تھا۔ نام نہاد مغرب پرست طبقے نے ان تحریکوں کی کھل کر حمایت کی اور پروپیگنڈا یہ کیا کہ مسلمانوں کے معاشرے میں عورتوں پر ظلم ہوتا ہے۔ اسے مرد سے پست سمجھا جاتا ہے۔ گھر کی چار دیواری میں بند کر کے اس کی صلاحیتوں کو ابھرنے کا موقع نہیں دیا جاتا اور عدم مساوات اور استحصال کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ستم ظریفی یہ تھی کہ یہ لوگ جو عموماً گروہ مترفین سے تعلق رکھتے تھے، عورتوں کو اسلامی قوانین کے تحت اپنی جائیدادوں میں تو حصہ دار بنانے پر آمادہ نہ تھے، مگر محض اپنے سفلی جذبات کو تسکین دینے اور خوئے غلامی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے عورتوں کو بے حجاب بنانے پر تل گئے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس صورت حال کو تشویش کی نظر سے دیکھا اور آزادیٔ نسواں کی اس تحریک کے سامنے بند باندھنے کا تہیہ کر لیا۔ ''ضرب کلیم'' میں عورتوں کی آزادی یا بے راہ روی کا ذمہ دار وہ جدت پسند مردوں کی حماقت اور ناعاقبت اندیشی کو قرار دیتے ہیں۔ ''ضرب کلیم'' کے اشعار ہیں:

ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا
مگر یہ مسئلۂ زن رہا وہیں کا وہیں
قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں
گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ و پرویں
فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں

اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عورت کا اصل مقام اس کا گھر ہے، وہ مرد کو اس کے اخراجات کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک عورت کو چراغ خانہ بن کر رہنا چاہیے، چراغ محفل بنے گی تو مرد کی مردانگی پر حرف آئے گا۔ ''ضرب کلیم'' میں فرماتے ہیں:

نے پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پرانی
نسوانیت زن کا نگہباں ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

اسی نقطۂ نظر کو انہوں نے ایک مضمون میں پیش کیا ہے جو 1933ء میں ''لورپول پوسٹ'' لندن میں شائع ہوا تھا۔ مشرق اور مغرب میں خواتین کی حیثیت پر لکھتے ہوئے وہ کہتے ہیں:

''میں اس خیال سے لرزہ براندام ہو جاتا ہوں کہ عورتیں قوت لایموت کا خود بندوبست کریں، اس طرز عمل سے نسائیت کا جوہر تباہ و برباد ہو جائے گا۔'' (بحوالہ ''تجلیات اقبال'' صفحہ 11)

اس طرح اقبال نے مثنوی اسرار ورموز، جاوید نامہ، ارمغان حجاز اور ضرب کلیم میں متعدد مقامات پر معاشرے میں عورت کی حیثیت واہمیت اور اس کے تقدس واحترام پر اظہار خیال کیا ہے۔ وہ عورت کے معاملے میں یورپ کے طرز عمل پر بہت پریشان ہیں اور وہاں کی مخلوط سوسائٹی اور مخلوط تعلیم کو نفرت و بیزاری کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ''ضرب کلیم'' میں کہتے ہیں:

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت!
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت

اور تہذیب مغرب نے جس طرح عورت کو اس کے گھر سے نکال کر زبردستی اس کے بچوں سے دور یا محروم کر کے اسے کارخانوں اور دفتروں میں لا بٹھایا ہے، اس پر اقبال ’’خردمندان مغرب‘‘ کو یوں شرمندہ کرتے ہیں، (ضرب کلیم)

کوئی پوچھے حکیم یورپ سے
ہند و یوناں ہیں جس کے حلقہ بگوش!
کیا یہی ہے معاشرت کا کمال؟
مرد بیکار و زن تہی آغوش!

اقبال ؒ عورتوں کی بے جا آزادی کے مخالف تھے اور اسے شمع محفل کے بجائے چراغ خانہ دیکھنا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں فقیر سید وحیدالدین روایت کرتے ہیں:

’’ایک مرتبہ کہنے لگے کہ جس قوم نے عورتوں کو ضرورت سے زیادہ آزادی دی، وہ کبھی نہ کبھی ضرور اپنی غلطی پر پشیماں ہوئی ہے۔ عورت پر قدرت نے اتنی اہم ذمہ داریاں عائد کر رکھی ہیں کہ اگر وہ ان سے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرے تو اسے کسی دوسرے کام کی فرصت ہی نہیں مل سکتی، اگر اسے اس کے اصلی فرائض سے ہٹا کر ایسے کاموں پر لگایا جائے جنہیں مرد انجام دے سکتا ہے تو یہ طریق کار یقیناً غلط ہوگا، مثلاً عورت کو جس کا اصل کام آئندہ نسل کی تربیت ہے، ٹائپسٹ یا کلرک بنا دینا نہ صرف قانون فطرت کی خلاف ورزی ہے، بلکہ انسانی معاشرے کو درہم برہم کرنے کی افسوس ناک کوشش ہے۔‘‘ (روزگار فقیر جلد اول صفحہ 22)

آزادی نسواں کے حامی مغرب پسند حضرات کی روش پر اقبال ؒ پریشانی کا اظہار فرماتے ہیں:

’’معاشرتی اصلاح کے نوجوان مبلغ یہ سمجھتے ہیں کہ مغربی تعلیم کے چند جرعے مسلم خواتین کے تن مردہ میں نئی جان ڈال دیں گے اور وہ اپنی ردائے کہنہ کو پارہ پارہ کر دیں گی۔ شاید یہ بات درست ہو لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ اپنے آپ کو برہنہ پا کر اسے ایک مرتبہ پھر اپنا جسم ان نوجوان مبلغین کی گناہ آلود نظروں سے چھپانا پڑے گا۔‘‘ (شذرات فکر اقبال صفحہ 148)

اقبال ؒ عورتوں کے پردے کے شدت سے حامی تھے۔ چنانچہ یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ حکومت برطانیہ نے اقبال ؒ کو جنوبی افریقہ میں اہم سفارتی عہدے کی پیشکش کی، مگر شرط یہ رکھی کہ ان کی بیگم کو مخلوط محفلوں میں جانا پڑے گا۔ اقبال ؒ نے اس شرط کو قبول نہیں کیا اور پیشکش ٹھکرا دی۔ (ملفوظات اقبال صفحہ 243)

’’ملفوظات اقبال‘‘ میں روسی ترکستان کے ایک علامہ موسیٰ جاراللہ سے اقبال ؒ کی گفتگو خاصی بصیرت افروز ہے۔ متعلقہ عبارت یوں ہے: ’’موسیٰ جاراللہ صاحب تشریف لے آئے۔ پردے کے متعلق باتیں ہونے لگیں۔ ڈاکٹر صاحب ؒ فرمانے لگے: ’’فطرت کا تقاضا معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ چیز جس میں تخلیقی صفات ہوں، پردے میں ہے۔ خود خدا کو دیکھئے بے حجاب نہیں۔ زندگی کو لیجیے، اگر چہ اس کے آثار کو ہم دیکھ سکتے ہیں، مگر بذات خود وہ ہماری نظروں سے پنہاں ہے۔‘‘ اس پر موسیٰ جاراللہ نے کہا کہ ہم لوگ بھی پردے کے قائل تو ضرور ہیں، مگر حجاب رو کو ضروری نہیں سمجھتے اور نہ قرآن کریم میں اس کے متعلق کوئی نص قطعی ہے۔ ڈاکٹر صاحب ؒ نے فرمایا نہیں، قرآن حجاب رو کا قائل ہے۔‘‘ (صفحہ 244)

اور ’’مقالات‘‘ میں رقم طراز ہیں: ’’مغربی دنیا میں نفسی نفسی کا ہنگامہ گرم ہے اور غیر معتدل مسابقت نے ایک خاص قسم کی اقتصادی حالت پیدا کر دی ہے۔ عورتوں کو آزاد کر دیا جانا ایک ایسا تجربہ ہے جو میری دانست میں بجائے کامیاب ہونے کے الٹا نقصان رساں ثابت ہوگا اور نظام معاشرت میں اس سے بے حد پیچیدگیاں واقع ہو جائیں گی اور عورتوں کی اعلیٰ تعلیم سے بھی جس حد تک کہ افراد قوم کی شرح ولادت کا تعلق ہے، جو نتائج مرتب ہوں گے وہ بھی غالباً پسندیدہ نہ ہوں گے۔‘‘ (صفحہ 132)

بقول فقیر سید وحیدالدین: اقبال ؒ زن و مرد کی ترقی نشوونما اور تعلیم و تربیت کے لیے جداگانہ میدان عمل کے قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جسمانی طور پر بھی ایک دوسرے سے مختلف بنایا ہے اور فرائض کے اعتبار سے بھی، چنانچہ موصوف محترم عورتوں کے لیے ان کی طبعی و فطری ضروریات کے مطابق الگ نظام تعلیم اور الگ نصاب چاہتے ہیں۔‘‘ (روزگار فقیر جلد اول صفحہ 122)

’’شذرات‘‘ میں لکھتے ہیں: ’’تعلیم بھی دیگر امور کی طرح قومی ضروریات کی تابع ہوتی ہے، ہمارے مقاصد کے پیش نظر مسلمان بچیوں کے لیے مذہبی تعلیم بالکل کافی ہے۔ ایسے تمام مضامین جن میں عورت کو نسوانیت اور دین سے محروم کر دینے کا میلان پایا جائے، احتیاط کے ساتھ تعلیم نسواں سے خارج کر دیے جائیں۔‘‘ (صفحہ 85)

اسی سلسلے میں ’’ملفوظات اقبال‘‘ میں ان کا ایک قول ہے: ’’تعلیم کا ذکر آیا تو فرمایا کہ مسلمانوں نے دنیا کو دکھانے کے لیے دنیوی تعلیم حاصل کرنا چاہی، لیکن نہ تو دنیا حاصل کر سکے اور نہ دین سنبھال سکے، یہی حال آج مسلم خواتین کا ہے جو دنیوی تعلیم حاصل کرنے کے شوق میں دین بھی کھو رہی ہیں۔‘‘ (صفحہ 8-2)

چنانچہ ایک مرتبہ جب اقبال ؒ بھوپال میں بغرض علاج اپنے دوست سر راس مسعود کے ہاں مقیم تھے تو دوران گفتگو لیڈی مسعود کے جواب میں فرمایا: ’’بے شک قرآن کریم میں حصول علم پر بڑا زور دیا گیا ہے لیکن اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں ایک مکتب میں مل جل کر تعلیم حاصل کریں۔‘‘ (صفحہ 102)

اور اسی نقطۂ نظر کی تائید اقبال ؒ نے ’’ضرب کلیم‘‘ میں بھی کی ہے۔ وہ ایسی تعلیم کو سراسر موت قرار دیتے ہیں، جس سے عورت نسوانیت کے جوہر کھو دے۔ وہ ایک مسلمان ماں کی خوبیوں سے محروم ہو جائے اور جس سے اس کا دینی کردار ختم ہو جائے۔ کتنے کرب اور دکھ سے کہتے ہیں:

تہذیب فرنگی ہے اگر مرگ امومت
ہے حضرت انساں کے لیے اس کا ثمر موت!
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت!
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت!

دراصل اقبال ؒ کے نزدیک امت مسلمہ کے لیے قابل تقلید نمونہ نبی اکرم ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اسوہ ہے۔ چنانچہ اسی نسبت سے وہ خواتین کو تلقین کرتے ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی پیروی اختیار کریں اور اپنی آغوش میں ایسے بچوں کی پرورش کریں جو بڑے ہو کر شبیر صفت ثابت ہوں ’’رموز خودی‘‘ میں لکھتے ہیں:

مزرع تسلیم را حاصل بتولؓ
مادراں را اسوۂ کامل بتولؓ

اور ’’ارمغان حجاز‘‘ میں خواتین کو یوں نصیحت کرتے ہیں:

اگر پندے ز درویشے پذیری
ہزار اُمت بمیرد، تو نہ میری
بتولے ؓ باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرؓ بگیری

’’یعنی ایک درویش کی نصیحت کو قبول کر لو تو ہزار قومیں ختم ہو جائیں، لیکن تم ختم نہیں ہو سکتے اور درویش کی نصیحت یہ ہے کہ بتول رضی اللہ عنہا بن کر زمانہ حاضر کی نگاہ بد سے اوجھل ہو جاؤ (یعنی پردہ اختیار کر لو) تاکہ تم آغوش میں ایک شبیر کو پال سکو۔‘‘

اور اس قول فیصل کے بعد اس موضوع پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ☆☆☆☆

اتحادِ اُمت کی ضرورت

مولانا سید ابرار احمد

اتحاد کی ترغیب

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے امت مسلمہ کے نام بہت سارے پیغامات ہیں، میرا ذہن اس وقت ملتفت ہو رہا ہے حجۃ الوداع کے اس خطبہ کی جانب جس میں جناب رسالت مآب ﷺ نے ملت اسلامیہ کو متحد ہونے کی تلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ’’**ولا یضرب بعضکم رقاب بعض**‘‘ نیز جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’**لاترجعوا بعدی کفارا**‘‘ میرے بعد کفر کی طرف عود مت کرنا اور نہ ایسا برتاؤ کرنا، جس طریقہ سے ایک کافر دوسرے کافر کی گردن مارتا ہے، تم بھی آپس میں مبادا کہیں ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو، ساری ملت اتحاد و محبت اور یگانگت کے رشتہ میں اس طریقہ سے منسلک ہو جائے کہ دنیائے انسانیت دیکھ کر عبرت حاصل کرے اور اس کے حق میں سبق ہو اور اس کے لیے ایک نمونہ اور اسوہ بن جائے مگر افسوس کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ ملت اسلامیہ جس کی بنیادیں حقائق پر ہیں۔ جس کی بنیاد یقین اور آخرت پر ہے اور باطن کی اس فراست اور قوت پر ہے کہ جس کے سامنے باطل کے یہ سارے ظلال اور باطل کے سارے عکوس اور باطل کی ساری پرچھائیاں اور باطل کی ساری شان و شوکت اور طمطراق کی کیفیتیں یہ سب کی سب پرکاہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔ مگر آج بصد افسوس ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے کہ ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہو رہا ہے۔ ملت اسلامیہ کو اس بات کی تمیز نہیں رہی کہ وہ اپنے دوست و دشمن میں تمیز کر سکے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آج کی دنیا دو بلاکوں میں تقسیم ہے یعنی روس و امریکہ، ایک ان میں سے ویسٹرن (مغربی) کلچر کہلاتا ہے اور دوسرا ایسٹرن (مشرقی) کلچر کہلاتا ہے، جس کو ہم رشیا سے تعبیر کرتے ہیں۔

اہل مغرب کا فریب

انہوں نے اگر کسی ملت کے ساتھ کسی قوم کے ساتھ اور کسی مقام کے انسانوں کے ساتھ سلوک کیا ہے تو اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے آپ گھر کے پلے ہوئے مرغ اور مرغیوں کو دانے ڈالتے ہیں اور غذائیں دیتے ہیں۔ مگر آپ کا منشا یہ ہوتا ہے کہ جب ضرورت پیش آئے گی اس وقت انہیں ذبح کر دیں گے۔ آج کی یہ ساری ہمدردیاں ٹھیک اسی شان کی ہیں، خدا کرے کہ ملت اسلامیہ کا شعور بیدار ہو اور وہ دوست و دشمن میں تمیز کر سکے اور آپس میں اپنے شیرازے کو متحد کر سکے۔ اس میں اہم رول اور بڑا پارٹ اگر کوئی چیز ادا کر سکتی ہے تو وہ اسلامی و دینی اور مذہبی شعور ہے۔ آج ملت کے پاس شعور نہیں ہے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک وہ روشنی ہوتی ہے جو ستونوں کی روشنی کہلاتی ہے، ٹیوب لائٹ لگی ہوتی ہے۔ بتیاں اور قمقمے لگے ہوتے ہیں، ایک آدمی اس کی روشنی میں چلتا رہتا ہے۔ مگر جہاں ستونوں کا سلسلہ اور ٹیوب لائٹ کا سلسلہ منقطع ہوا اس مقام پر وہ آدمی اندھیرے اور تاریکی میں رہ جاتا ہے۔ یہ باہر کی روشنی ہے۔ جسے ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک عقل و شعور وہ ہے جسے ادھار کی عقل کہنا چاہیے اور ادھار کا شعور کہنا چاہیے جو کہ غیروں کے برتتے پر اور غیروں کی بنیاد پر ہے اور ایک شعور وہ ہے جس کی مثال آپ ایسے سمجھیں کہ کسی انسان کے ہاتھ میں خود ٹارچ ہو اور روشنی موجود ہو وہ جس مقام پر چاہے جا سکتا ہے جس چیز کو چاہے دیکھ سکتا ہے۔ جس چیز کو چاہے پرکھ سکتا ہے۔ اس کے کذب و صدق کو، اس کے نافع اور ضار ہونے کو وہ سمجھ سکتا ہے، ٹھیک اسی طریقہ سے ایک شعور انسان کا وہ ذاتی شعور ہوتا ہے اور وہ فراست و فہم ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں وہ حق و باطل میں تمیز کرتا ہے۔ وہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیتا ہے۔ وہ سچائی اور صداقت کو، وہ کذب اور باطل کو، وہ نافع کو اور ضار کو سمجھتا ہے اور ان میں تمیز کر کے دنیا کو اس کی تلقین کرتا ہے کہ مضرتوں سے بچو اور منفعتوں کو حاصل کرو۔

خطرناک فتنہ

آج مسلم قوم کے ہاتھ میں شعور کا جو سرمایہ عملی طور پر ہونا چاہئے وہ نہیں ہے۔ اس باب کے درجہ میں الحمد للہ کتب خانے موجود ہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کا لٹریچر امت کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے۔ مگر جو حقیقی شعور، حقیقی فہم، حقیقی فراست اور نورانیت ہونی چاہیے۔ جس کے نتیجے میں انسان حق و باطل اور تلبیسی حالات اور تلبیسی فتنوں میں تمیز کر سکے وہ مفقود و ندارد ہے۔ اس لیے کہ سب سے زیادہ خطرناک فتنہ وہ ہوتا جو ہم رنگ زمین ہو ’’دام ہم رنگ زمیں‘‘ اگر دام جاں زمین کے مشابہ ہو اور وہ زمین پر بچھا دیا جائے تو جانور تو کیا انسان بھی تشویش میں پڑ جاتا ہے۔

صحیح شعور کی ضرورت

بہرحال آج کے اس پُرفتن دور میں اس بات کی ضرورت ہے کہ صحیح شعور پیدا کیا جائے، میں آپ سے صحیح کہتا ہوں جس طریقہ سے سیلاب آتا ہے اور اس کے لیے ڈیم تیار کیے جاتے ہیں، اس کے لیے بند باندھے جاتے ہیں تاکہ وہ شہروں کو ویران نہ کرے اور آبادیوں کو ختم نہ کرے اور اس سے جمع شدہ پانی انسانیت کے حق میں مفید ثابت ہو اور اس سے منفعت حاصل کی جا سکے۔ اسی طرح آج کے اس دور میں بھی فکر و نظر کے بند باندھے کی ضرورت ہے اور فکر و نظر کے ڈیم قائم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ شعور کے اعتبار سے اور افکار کے اعتبار سے جو مختلف قسم کے سیلاب عالم میں آ رہے ہیں۔ مختلف قسم کی آندھیاں آ رہی ہیں اور مختلف قسم کے طوفان اٹھ رہے ہیں، ان سے حفاظت ہو۔ ایسے امڈتے ہوئے طوفان میں ضرورت ہے کہ فکر و نظر کے بند ہم قائم کریں تاکہ ملت اسلامیہ کی حفاظت کر سکیں۔ نسلوں کی صیانت کر سکیں اور اگر ہم نے یہ نہیں کیا تو ہم صرف اپنی ظاہری وقتی منفعت پر، ظاہری و وقتی سرمایہ پر، ظاہری و وقتی چیزوں پر اور صرف ظاہری انتساب پر پنپ نہیں سکتے، جی نہیں سکتے۔ بڑے فتنے ہیں، بُرے حالات ہیں، ملت اسلامیہ بہت نازک وقت سے گزر رہی ہے۔ یقیناً رسول اللہ ﷺ کی روح بے تاب و بے قرار ہے کہ ملت اسلامیہ کا ہر شخص اٹھے اور بے قرار ہو کر اٹھے اور ہر شخص کھڑا ہو اور بے قرار ہو کر تڑپ کے ساتھ کھڑا ہو اور یہ طے کر لے کہ مجھے ملت اسلامیہ کی صیانت کرنی ہے اور دین کے راستہ میں جس قربانی کی ضرورت پیش آئے۔ دین کے راستہ میں جس قسم کے ایثار کی ضرورت پیش آئے میں اس کے لیے سب سے پہلے آمادہ ہوں۔ اگر یہ جذبہ پیدا کر لیا تو ان شاء اللہ حالات کسی مسلمان پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ یہ جتنے حالات ہیں اور یہ جتنے طوفان ہیں یہ سب ان شاء اللہ اس عزم محکم کے سامنے شرمندہ ہو کر اپنا رخ خود

بدل دیں گے اور دوسرے رخ پر پڑ جائیں گے۔

کوتاہی کس میں

اور حق تعالیٰ کی وہ سابقہ نصرتیں جو ملت اسلامیہ کے ساتھ کسی زمانہ میں رہی ہیں آج بھی الحمدللہ وہ نصرتیں تیار ہیں اور ہو کر رہیں گی۔ اس لیے کہ خدائے واحد وہی ہے، کتاب اللہ وہی ہے، آسمان وہی ہے، مشرق سے نکلنے والا سورج وہی ہے اور خدا کی قسم چمکنے والا چاند بھی وہی ہے، اگر تبدیلی پیدا ہوئی ہے تو ذہنی اعتبار سے ہم لوگوں کی زندگیوں میں اور ہماری ذوات میں ہوئی ہے۔ اگر ہم اپنی صداقت کا نمونہ پیش کر دیں اور اپنی اسلامیت کا اور حقیقی ایمان کا نمونہ پیش کر دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ دنیا کے حالات ہم پر اثر انداز ہوں۔ حق تعالیٰ کا اعلان آج بھی اسی طریقہ سے سچا ہے۔ ''وکان حقا علینا نصر المومنین'' اللہ کا اعلان ''ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم'' آج بھی قرآن کریم میں اسی طریقہ سے جلی حروف میں موجود ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو اتحاد کی توفیق نصیب فرمائیں اور ہمیں یہ فکر نصیب فرمائیں کہ ہم ذاتی شعور پیدا کریں، ذاتی فہم پیدا کریں، اپنی زندگی میں دین پیدا کریں اور اپنے بھائیوں کو اٹھانے، سنبھالنے سنوارنے اور آگے لے جانے کا جذبہ پیدا کریں۔ کسی مسلمان کو دیکھ کر جلنا اور اس کو گرانا اور اس کو کاٹنا اور اس کو اجاڑنا اور اس کو بگاڑنا یہ مسلمان کا شیوہ نہیں ہے۔ یہ اہل اسلام کا شیوہ نہیں ہے۔ مسلمانوں نے ہمیشہ گرتے ہوؤں کو اٹھایا ہے۔ ان لوگوں کو جو ہلاکت زدہ تھے، انہیں پروان چڑھانے کی کوشش کی ہے۔ اس لیے ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم آپس میں اتحاد پیدا کریں، ذہنی شعور پیدا کریں، محبت کے ساتھ رہیں اور تیقظ پیدا کریں اور حق وباطل کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ حالات کی نزاکتوں کو سمجھیں اور اگر ایسا نہیں ہوا تو اس صورت میں ہمیں دوسرے حالات کے لیے تیار رہنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس روز بد سے محفوظ رکھیں۔

اللہ تعالیٰ روح کے لیے لباس تقویٰ نصیب فرمائیں۔ جیسے ظاہر میں ہم غسل کر کے جسمانی صفائی حاصل ہوتی ہے اسی طرح خدا توبہ کے غسل کی توفیق نصیب فرمائے۔ جس طریقہ سے ظاہر میں ہم معطر ہوتے ہیں، خدا کرے کہ ذکر اور فکر کے انوار سے، خوشبوؤں سے ہماری روحیں معطر اور منور ہو جائیں اور دونوں جہاں کی کامیابی سے حق تعالیٰ ہمیں سرفراز فرمائیں۔ امین یارب العالمین!

☆☆☆

سیکولر، لبرل و قوم پرست ذہنیت کا طرزِ عمل

پروفیسر ڈاکٹر جمعہ خان کاکڑ

مسلمان والدین کے گھر پیدا ہونے کے باوجود اعلیٰ تعلیمی ڈگریاں رکھنے والا خود کو لبرل، قوم پرست و سیکولر ذہنیت کا نمائندہ ہونے کا اعلان اُسی وقت کرتا ہے جب اُس کا ایمان اللہ تعالیٰ کی محبت کے بجائے اللہ سے بغاوت، نافرمانی اور سرکشی میں بدل جاتا ہے۔ اس اعراض کا اہم سبب وہ غلط عقیدہ ہے جو وہ اپنے تئیں ایجاد کر بیٹھتا ہے کہ ''اول تو وہ دوزخ میں ڈالا ہی نہیں جائے گا اور اگر ڈالا بھی گیا تو وہ معمولی سزا پا کر نجات پالے گا'' چونکہ اُس کا نام مسلمانوں جیسا ہے تو جنت کے محلات اور حوریں اُس کا مقدر ہوں گی۔ جہاں تک اُن مجاہدین اسلام کا تعلق ہے جو اسلام کے آغاز سے جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہیں اور اللہ کی راہ میں جان نچھاور کر رہے ہیں اُن کا معاملہ یہ ہے کہ وہ شدت پسند ہونے کی وجہ سے دنیوی نعمتوں کی لذت سے محروم رہے۔'' (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

اس خود فریبی اور ظرف کج نے اُسے اللہ کے دین کے آئینی و قانونی قیام، اجراء اور مکمل وغیر مشروط غلبے کی آئینی، قانونی و جمہوری جدوجہد میں وقت لگانے، مال خرچ کرنے اور وقت آنے پر جان کی بازی لگانے کے دینی فریضے سے صرف غافل ہی نہیں کیا بلکہ اُسے دین حق کے نظام عدل وقسط کے مخالفین کی صف میں لا کھڑا کر دیا ہے۔ اور جانے پہچانے مشرکین کی طرف سے اللہ کے دین کے قیام وغلبہ کے خلاف انتقامی کارروائیاں شروع ہونے سے پہلے ہی یہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ہر فورم پر یہ اعلان کرتا ہوا نظر آتا ہے کہ ''اسلام، ایمان اور قرآن ذاتی معاملہ ہے اسے صرف مسجد تک ہی محدود رکھا جائے، خبردار! قرآن وسنت کو عدالت، بازار، قانون ساز اداروں، حکومتی معاملات وحکومتی احکامات وطرز حکومت میں مداخلت نہ کرنے دی جائے۔ اگر ایسا کیا گیا تو ہم اپنے مشرقی، مغربی اور شمالی دوستوں کو بلا کر اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔ کیونکہ یہاں اس دھرتی میں ہمیں ہی ہمیشہ رہنا ہے اور ہم ہی اس کے وارث اور حقدار ہیں۔ اللہ کے دین کے قیام، نفاذ وغلبے کی بات کرنے والو! تمہیں تو بہت جلد ختم ہونا ہے۔ جنگ ہمیں بھی کرنی آتی ہے'' (معاذ اللہ)

اس مائنڈ سیٹ کا اسلام صرف زبان تک ہی محدود رہا اور ہر حالت میں اللہ کی اطاعت اور اُس کے احکام کی فرمانبرداری نہ رہی۔ بلکہ اللہ کے دین کے مخالفین میں اپنا نام لکھوایا۔ یہ درحقیقت زن، زر، زمین اور اولاد کا نشہ ہے جو اس مائنڈ سیٹ کو قرآن کی پیش کردہ سچائیوں کے آگے جھکنے سے روک رہا ہے۔ اپنے قلب ودماغ میں براجمان نفس کے بتوں کو قرآن وسنت کے آگے Surrender کرنے کی بجائے وہ ان بتوں کو چھپانے کی نمائش کچھ اس طرح کرتا ہے کہ'' چونکہ وہ Intellectual ہے اور سائنسی سمجھ بوجھ رکھتا ہے''۔ اس خوف سے کہ اُس کی مال و اولاد سے محبت بے نقاب نہ ہو جائے وہ چرب زبانی سے کام لیتے ہوئے حقیقت کو جھٹلانے کی کوشش کرتا ہے۔

افسوس ان کی ذہنیت اور طرز عمل پر! پھر افسوس! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی نافرمانی کرنے والوں کے لیے، اللہ تعالیٰ کا دل دہلا دینے والا ہولناک انتباہ قرآن میں موجود ہیں:

''اُس دن وہ لوگ جو کفر کرتے اور رسولؐ کی نافرمانی کرتے ہیں، خواہش کریں گے کہ کاش! زمین ان پر برابر کردی جاتی اور وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہ سکیں گے۔'' (النساء:42)

''اور جو اس کے بعد کہ اُس پر ہدایت واضح ہو چکی، رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے اور مومنوں کی راہ کے علاوہ کسی اور راہ پر چلتا ہے، اُسے ہم اُدھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ پھر گیا ہے اور اُسے جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے''۔ (النساء:115)

''اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں'' (المائدہ:44)

''اور جو اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی لوگ تو ظالم ہیں'' (المائدہ:45)

(باقی صفحہ 15 پر)

چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ

تحریک شہیدین کے مقدس بانیان حضرت سید شاہ اسماعیلؒ اور سید احمد شہیدؒ کی معرکہ بالاکوٹ (1931ء) میں شہادت سے قبل بھی جہاد فی سبیل اللہ، تحریک مجاہدین کی صورت جاری رہا ہے۔ اس سلسلے کی ایک جنگ ''جنگ امبیلا'' کے نام سے مشہور ہوئی جو ضلع بونیر کے گردو نواح میں اکتوبر تا دسمبر 1863ء تک جاری رہی جس میں مقامی قبائل کے علاوہ سوات کے ملا عبدالغفور اخوندؒ اپنے مریدین کے ہمراہ شامل ہوئے۔

مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ، ضلع کرنال کے رہنے والے اور تحریک مجاہدین کے کارکن تھے۔ امبیلا کے مجاہدین کی مالی و دیگر امداد میں ان کا اہم کردار تھا۔ جنگ کے خاتمے کے بعد دسمبر 1863ء میں آپ کے خلاف تفتیش شروع ہوئی اور کچھ دن بعد علی گڑھ سے گرفتار ہوئے۔ انبالہ کی سیشن کورٹ میں آپ پر مولانا محمد شفیع، مولانا محمد یحییٰ، مولانا عبدالرحیم اور مولوی مبارک علی رحمھم اللہ سمیت مقدمہ چلا اور مئی 1864ء کو پھانسی کی سزا سنا کر پھانسی گھر میں منتقل کر دیے گئے۔ آپ حضرات نے متوقع شہادت پر بہت خوشی منائی یہاں تک کہ انگریز اپنی بیگمات کے ساتھ ان لوگوں کا نظارہ کرنے آتے۔ مولانا کے بیان کے مطابق اگرچہ ان کے کسی ساتھی کو بطور کشف، علم ہو چکا تھا کہ انہیں پھانسی کی سزا نہیں ہوگی تاہم شوق و انتظار شہادت بھی جاری رہا لیکن پُراسرار طور پر ان کی پھانسی کو موخر کیا گیا، یہاں تک کہ ڈپٹی کمشنر انبالہ کے مطابق ان حضرات کی شہادت کی خواہش کو روکنے کے لیے ان کی پھانسی کی سزا کو کالے پانی میں بدل دیا گیا۔ چنانچہ 11 جنوری 1866ء کو آپ کو انڈمان بھیج دیا گیا اور 1883ء تک وہیں رہے۔

آپ نے اپنی گرفتاری سے انڈمان واپسی تک مختصر حالات لکھے جو تاریخ کالا پانی کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔ زیر نظر مضمون اسی کتاب سے لیا گیا ہے اور عنوان بھی ہمارا قائم کردہ ہے۔

''1876ء میں ایک انگریزی خواں لام سروپ کی ترغیب سے میں نے انگریزی زبان سیکھنی شروع کر دی تھی اور ایک سال کی محنت ہی سے مجھے لکھنے، پڑھنے اور بولنے میں خوب مہارت ہو گئی تھی۔ فرصت کے لمحات میں لوگوں کو اُردو، فارسی اور ناگری زبانیں سکھایا کرتا تھا، یہ ہی وجہ تھی کہ ان سے کثرت اختلاط کے باعث میری انگریزی کی استعداد بہت بڑھ گئی۔ اس وقت وہاں (انڈمان میں) کاتبوں کی قلت تھی لہٰذا سرکاری ملازموں کو عرائض نویسی اور اپیل نویسی وغیرہ کی بھی ممانعت نہ تھی۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے بھی عرضی و اپیل نویسی کا شغل جاری رکھا اور جب انگریزی میں لکھنے کی استعداد پیدا ہوگئی تھی، تب سے انگریزی میں لکھنا شروع کر دیا تھا۔ اس سے علمی استعداد میں ترقی کے علاوہ ہزاروں روپے کا مادی فائدہ بھی ہوا۔ چنانچہ انگریزوں کی معلمی اور عرائض نویسی سے سو روپیہ ماہوار بخوبی کما لیتا تھا۔ کالا پانی میں میرے علاوہ اور کوئی مسلمان انگریزی خواں نہ تھا۔ اس لیے میں نے اس علم کی بدولت مسلمانوں کے بعض بڑے بڑے اہم مقدمات میں ان کی بہت مدد کی۔ بڑی بڑی آفتیں اور مصیبتیں دور کرائیں اور بہت نفع پہنچایا جسے مدت مدید اور عرصہ بعید تک فراموش نہ کیا جا سکے گا۔ میری انگریزی دانی کی وجہ سے جن کی پھانسی موقوف اور جان بچ گئی وہ تو تازیست اس احسان کو نہ بھولیں گے۔ یہ بات بھی تعجب انگیز ہے کہ جس دن میری رہائی کا حکم پہنچ کر مشہور ہوا، اسی دن سے سرکاری ملازموں کے لیے عرائض نویسی کی قطعی طور پر ممانعت ہو گئی اور اب تو یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ اگر کوئی سرکاری ملازم بھول کر بھی عرضی لکھ دیتا تو اسے ملازمت سے فوراً برخاست کر دیا جاتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی دیگر نوازشات کی طرح یہ اجازت بھی خاص میرے لیے تھی۔

انگریزی کے فوائد مغربی علوم کا ملحدانہ اثر:

انگریزی سیکھ کر میں نے بڑے بڑے کتب خانوں کی سیر کی، ہر علم و ہنر کی صد ہا کتابوں کا مطالعہ کیا، دُنیا کی کوئی زبان ایسی نہ ہوگی، جس کی صرف و نحو انگریزوں نے نہ لکھی ہو، کوئی ملک ایسا نہ ہوگا، جس کی تاریخ نہایت شرح وبسط کے ساتھ انگریزی میں نہ ہو۔ انگریزی زبان علوم و فنون کا سرچشمہ ہے۔ جو یہ زبان نہیں جانتا وہ حالات دنیا سے بخوبی واقف نہیں ہو سکتا۔ اس زبان کے سوا کمانے کے لیے آج کوئی آلہ زر نہیں ہے۔ جتنی یہ زبان دنیوی فوائد کے لیے مفید ہے۔ اتنی ہی یہ دین کے لیے مضر بلکہ سم قاتل ہے۔ کوئی جوان لڑکا جس نے پہلے قرآن و حدیث اور سلوک راہ نبوت میں مہارت حاصل نہ کی ہو۔ وہ انگریزی زبان سیکھ کر مختلف علوم و فنون کا مطالعہ کرے تو پرلے درجے کا بے حد آزاد، بے دین، بے ادب، اور ملحد ہو جائے گا۔ بلکہ ایسا بے دین اور ملحد ہوگا کہ پھر اس کا سنورنا محال نہیں ناممکن ہوگا۔

صرف انگریزی زبان کا سیکھنا مضر نہیں بلکہ ضرر رساں بات یہ ہے کہ علوم و فنون کی ان کتابوں کا مطالعہ کیا جائے جو انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ خصوصاً جو لوگ اصول دین کی واقفیت نہیں رکھتے ان کے دل میں تو مغربی علوم وفنون کے مطالعہ سے تشکیک کے ایسے کانٹے پیدا ہو جاتے ہیں جو کبھی نہیں نکل سکتے۔ اس مرض یا دل کی موت کے باعث عبادت سے بھی بہت غافل ہو جاتے ہیں۔ گو ظاہری طور پر اسلام کے لاکھ دعوے کریں لیکن درحقیقت وہ اسلام سے منہ موڑ چکے ہوتے ہیں۔ میرا اپنا حال کچھ اس طرح کا ہو گیا تھا کہ میری نماز تہجد یکسر چھوٹ گئی۔ حالانکہ یہ بچپن سے میرا معمول تھا۔ رات کو معمول کے مطابق بیدار تو ہو جاتا لیکن دو بجے سے فجر تک چارپائی پر بیٹھا رہتا، ہمت نہ پڑتی کہ وضو کر کے نماز شروع کروں۔ اسی طرح جمعہ اور باجماعت نماز ادا کرنے میں بھی غفلت کا شکار ہونے لگا حتیٰ کہ قرآن و حدیث کے پڑھنے اور سننے کا بھی وہ شوق نہ رہا جو کبھی تھا۔ رمضان المبارک میں بھی قرآن مجید کی تلاوت بہت گراں گزرنے لگی۔ ایک وقت تھا کہ ہاتھ اٹھا کر گھنٹوں دعائیں مانگا کرتا تھا، مگر اب کیفیت یہ ہوگئی کہ چار کلمے بھی زبان سے نہ نکلتے کہ ہاتھ خود بخود نیچے گر جاتے۔ فرض نماز پنجگانہ ادا تو کرتا تھا مگر یہ کام مجھے پہاڑ

سے بھی زیادہ سخت معلوم ہوتا۔ قریب تھا کہ میں فرض نماز و روزہ کو بھی جواب دے دوں۔ ان کے عبث ہونے اور ترک کر دینے کے دلائل بھی شیطان نے مجھے سکھانے شروع کر دیے تھے۔

قرآن مجید کے تین پارے مجھے حفظ تھے۔ ان میں سے آخری چند سورتیں یاد رہ گئیں باقی سب بھول گیا۔ صدہا حدیثیں یاد تھیں۔ وہ بھی گویا دل سے کسی نے دھو ڈالیں۔ ان برے عقائد و اعمال سے میرے دل پر زنگ لگنا شروع ہو گیا حتیٰ کہ میرا دل مریض ہو گیا اور پھر تو ''نوبت باین جا رسید'' کہ دل پر نزع کی کیفیت طاری ہو گئی اور قریب تھا کہ دل مردہ ہو جائے اور اس پر طرہ یہ کہ اس حالت میں شیطان میرے دل میں ایسی ایسی وجوہات منقش کرتا جن کی وجہ سے میں اپنی اس حالت کو سب سے بہتر جانتا اور سمجھتا تھا کہ جنت میں جانے کے لیے صرف کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کا اقرار کافی ہے اور یہ سب تکالیف شرعیہ بے فائدہ ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ گاہے بگاہے حق تعالیٰ کی طرف سے شیطان کی ان سازشوں کے متعلق بھی مجھے القاء کیا جاتا لیکن اس کے باوجود دل ملحدوں اور دہریوں کے دلائل کی طرف مائل ہو جاتا تھا۔ الغرض مجھ میں اور کفر میں صرف چند انگشت کا فرق باقی رہ گیا تھا۔ یہ کیفیت ایک دو دن نہیں بلکہ عرصہ دراز تک رہی۔ شاید سابقہ اعمال صالحہ کا اثر تھا کہ مجھے اپنی اس ہلاکت آفریں کیفیت کا احساس ضرور تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ احساس جب شدت اختیار کر جاتا تو میرے منہ سے بے اختیار دعائیں بھی نکلتی تھیں کہ ''اے آنکھ والے! مجھ اندھے کا ہاتھ پکڑ۔''

آخر کار اللہ کی رحمت کا دریا جوش میں آیا اور میری توبہ کے سامان فراہم ہو گئے۔ ہوا یہ کہ خاکسار دسمبر 1880ء میں ایک شدید دنبل (پھوڑا) کے عارضہ میں مبتلا ہو کر سخت بیمار پڑ گیا۔ جس کے باعث سب کھانا پینا چھوٹ گیا۔ ڈیڑھ مہینے تک اس دنبل سے سیروں پیپ جاری رہی۔ پانچ ہفتہ تک ہسپتال میں پڑا رہا، مرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رہ گیا تھا، دوست آشنا سب مایوس ہو گئے۔ اس حالت میں میں نے گڑگڑا کر اللہ کے دروازے پر دستک دی اور اپنی حالت سے منتقل ہو کر سچی توبہ کی اور عہد کیا کہ اس بیماری سے شفا پاتے ہی نماز تہجد شروع کر دوں گا اور قرآن و حدیث کا مطالعہ بھی کیا کروں گا۔

مجھے اسی وقت سے قبولیت دعا کے آثار نظر آنے لگے، دل کی حالت پلٹ گئی اور اللہ کی رحمت کا دریا ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آنے لگا۔ بھولا ہوا قرآن و حدیث اور ادعیہ ماثورہ یاد آنے لگیں نماز اور دعا میں لذت و حلاوت محسوس ہونے لگی۔ اس کیفیت کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ یہ بیماری تو محض میری اصلاح اور تربیت کے لیے تھی، ہسپتال سے واپس آ کر پھر از سرِ نو قرآن و حدیث کا مطالعہ شروع کر دیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں میری حالت پہلے سے بھی اچھی ہو گئی۔

میں نے محسوس کیا کہ جس قرآن و حدیث کے پڑھنے سے طبیعت گھبراتی اور ثقیل ہوتی تھی اور دو آیت پڑھنا بھی محال اور دشوار ہوتا تھا۔ اب دن بھر بیٹھ کر پڑھتا ہوں اور اس سے طبیعت کو سُرور اور دل کی لذت نصیب ہوتی ہے اور وہ دعا جس کے لیے ہاتھ اٹھانا محال تھا، اب گھنٹوں مانگنے سے بھی سیر نہیں ہوتا۔ اس کیفیت میں مجھ پر یہ عقدہ بھی کھلا کہ عبادت اور اطاعت کی توفیق دینا بھی اللہ کا فضل ہے، جس کو چاہے دے، جس کو چاہے نہ دے۔''

❀❀❀

بقیہ: نقطۂ نظر

''اور جو اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے گا تو ایسے لوگ ہی فاسق ہیں''۔ (المائدہ:47)

''اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس کو اس کے پروردگار کی آیتوں سے نصیحت کی جائے تو وہ اس سے منہ پھیر لے، ہم (ایسے) گنہگاروں سے ضرور بدلہ لینے والے ہیں''۔ (السجدہ:22)

''مجرم اپنے حلیئے سے پہچان لیے جائیں گے اور اُنہیں پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ لیا جائے گا''۔ (الرحمٰن:41)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل کیے جائیں گے جس طرح ان سے پہلے لوگ ذلیل کیے گئے تھے اور ہم نے صاف اور صریح آیات نازل کر دی ہیں جو نہیں مانتے ان کو ذلت کا عذاب ہوگا'' (المجادلہ:5)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو کامل مومن بننے کی توفیق عطا فرمائے: آمین

❀❀❀

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

''مرکز تنظیم اسلامی حلقہ مالاکنڈ نزد گرڈ اسٹیشن ڈبر (تیمرگرہ) ضلع دیر پائیں'' میں

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

11 تا 13 مارچ 2016ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء و نقباء شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0945-601337 0346-0513376

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

جاگ اُمت مسلمہ جاگ

جاوید ملک
mjiap@yahoo.com

آج کل اُمت مسلمہ اپنی تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہی ہے۔ جن مصائب اور مشکلات کا شکار آج کا مسلمان ہے شاید گزشتہ ادوار میں کبھی نہ تھا۔ دُوسری طرف نام نہاد ترقی یافتہ اور متمدن اقوام اور خود ساختہ امن عالم کے ٹھیکیداروں نے اپنا سارا زور اس مفروضے کو حقیقت بنانے پر صرف کر رکھا ہے کہ مسلمان دہشت گرد ہیں لہٰذا ان کو آج اس مہذب دُنیا میں جینے کا کوئی حق نہیں بلکہ جس قدر ممکن ہو انہیں حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ مسلمانوں کے زوال کا اثر یہ ہوا کہ ان کے پاس کثیر وسائل ہیں لیکن ان سے استفادہ غیر مسلم کر رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں کی کمزوری سے بھرپور فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ عرب ممالک تیل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ اس وقت دُنیا کے 70 فیصد ذخائر کے مالک مسلمان ہیں لیکن ان کی دولت امریکہ اور یورپ کے بینکوں میں ہے جسے وہ اپنے ممالک کی معاشی فلاح و بہبود پر خرچ کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں دُنیا کے ذخائر کے 80 فیصد پٹسن، 75 فیصد ناریل کا تیل، 15 فیصد چاول، چائے، کافی، 10 فیصد چینی، 9 فیصد گندم اور 6 فیصد ربڑ مسلمان ممالک کے پاس ہے لیکن وہ اپنی سیاسی غلامی کی وجہ سے ان تمام معاشی وسائل سے استفادہ نہیں کر سکتے بلکہ ان سے مغربی ممالک بھرپور فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ دُنیا کے تمام بری و بحری اور خشکی کے راستے مسلمان ممالک سے ہو کر گزرتے ہیں مگر ان پر قبضہ غیر مسلم ممالک کا ہے۔ بین الاقوامی مالیاتی ادارے مسلم ممالک کا استحصال کر رہے ہیں۔ اس طرح تمام عالم اسلام مغرب کا محتاج ہے۔ آج کا یہ مضمون یقیناً ہر مسلمان کی آواز حق ہے۔ اُمت مسلمہ کو جن مصائب و مسائل اور مشکلات کا سامنا عصر حاضر میں ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھا۔ اس دور میں جب کہ مسلمانوں کے پاس دُنیا کی تمام نعمتیں موجود ہیں مسلمانوں کی سرزمین پر تمام معدنی وسائل سمندر، دریا، پہاڑ اور زرخیز سرزمین غرض کونسی ایسی نعمت ہے جو مسلمانوں کی سرزمین پر نہیں ہے۔ صلاحیتوں سے بھرپور افرادی قوت بھی موجود ہے جو کہ غیر مسلم ممالک میں نہایت قلیل آمدن پر اپنی انمول صلاحیتوں کی قربانی دے رہی ہے لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ آخر یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی آج کا مسلمان ذلیل و خوار کیوں ہے۔ آج ہماری آزادی کو سلب کیا جا رہا ہے۔ آج بھی ہم ایک محکوم قوم بن چکے ہیں ورنہ جس اُمت کے پاس نیوکلیئر ٹیکنالوجی ہو اور پھر وہ طرح طرح کے مسائل میں گھرا ہوا ہو یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے۔ ہم نے آخر نیوکلیئر ٹیکنالوجی سے اپنی انرجی کے مسائل پر قابو کیوں نہیں پایا۔ امریکہ جو آج ساری دُنیا کو نیوکلیئر ہتھیاروں سے پاک کرنے کا ٹھیکہ لیے ہوئے ہے انسانی تاریخ کا پہلا اور آخری ایٹمی تجربہ بھی اسی امریکہ نے دُوسری جنگ عظیم میں جاپان کے دو شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر کیا جہاں آج بھی انسانی زندگی اس کے منفی اثرات محسوس کر رہی ہے۔ آج اُمت مسلمہ کو ایسے مسائل میں ڈال دیا گیا ہے کہ اُن کے لئے تمام تر وسائل ہونے کے باوجود ان سے نکلنا مشکل ہو چکا ہے۔ کسی دور میں دُنیا کے غریب ممالک کے لوگ عراق، لیبیا مزدوری کے لئے جایا کرتے تھے آج اُسی عراق اور لیبیا کو کھنڈر بنا دیا گیا ہے۔ مصر کا حال آپ کے سامنے ہے اور اب جو کچھ شام میں ہو رہا ہے وہ بھی ساری دُنیا دیکھ رہی ہے۔ کشمیر اور فلسطین کے مسلمان جس طرح آزادی کی تڑپ کے ساتھ زندہ ہیں وہ ساری دُنیا کو معلوم ہے لیکن آج اتنے سال گزر جانے کے بعد سابق برطانوی وزیر اعظم کو یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ عراق پر حملے کا فیصلہ درست نہ تھا۔ اس وقت دُنیا کے کسی بھی کونے میں چلے جائیں تو وہاں مسلمان اپنے ناکردہ گناہوں کی سزا پا رہا ہے آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ آج ہم کیونکر ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اسلامی ممالک کی تنظیم او آئی سی غیر فعال ہو چکی ہے۔ آخر اسلامی بلاک، اسلامک ورلڈ بینک بنانے میں کیا رکاوٹیں ہیں۔ دُنیا بھر میں 56 اسلامی ممالک ہیں، آخر یہ ممالک اکٹھے کیوں نہیں ہو جاتے۔ ان تمام ممالک کے نظریات ایک دُوسرے سے کیوں نہیں ملتے۔ ان کے پاس تمام وسائل ہوتے ہوئے بھی یہ بھکاری کیوں بن چکے ہیں۔ آخر ان اسلامی ممالک کو علیحدہ علیحدہ کرنے والی کونسی قوتیں کارفرما ہیں۔ کیا ہمارے اسلامی ممالک کے سربراہان کو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ اتحاد میں کتنی طاقت ہے، آخر کب تک مسلمانوں کے دُشمن الگ الگ کر کے ہمیں نیست و نابود کرتے رہیں گے۔ مسلمان ممالک کے سربراہان کو یقیناً سوچنا ہو گا، سمجھنا ہو گا کہ اس وقت ہماری بقاء کا واحد راستہ اتحاد ہے۔ اگر ہمارا کلمہ ایک ہے، رسولؐ ایک ہے، قرآن ہے، خانہ کعبہ ایک ہے پھر ہمیں ایک ہو کر بتانا ہو گا۔

علامہ اقبالؒ نے کہا تھا:

ہسپانیہ تو خونِ مسلماں کا امیں ہے
مانند حرم پاک ہے تو میری نظر میں
پوشیدہ تیری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں
خاموش اذانیں ہیں تری بادِ سحر میں
کیونکر خس و خاشاک میں دب جائے مسلماں
مانا وہ تب و تاب نہیں اس کے شرر میں

آج کے مسلمان کو علامہ اقبالؒ کے افکار کی طرح زندہ ہونا ہو گا۔ آج کا مسلمان گہری نیند میں سو چکا ہے۔ اُمت مسلمہ کو اب جاگنا ہو گا اور اکابرین اسلام کو اسلام کے اصل پہلو کو سامنے رکھ کر اُمت کو بیدار کرنا ہو گا۔ آج کے مسلمان کے پاس جدید علم موجود ہے، جدید ٹیکنالوجی موجود ہے اور آج کا مسلمان دُنیا کے کسی بھی انسان کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کے پاس نہ صلاحیتوں کی کمی ہے نہ وسائل کی، اگر کمی ہے تو صرف اور صرف ایمان کی۔ آج کے مسلمان کو امن کے لئے کام کرنا ہو گا۔ اگر مسلم ممالک کے سربراہان عزت اور غیرت کے ساتھ جینا چاہتے ہیں تو پھر ان کو اپنے وسائل کو استعمال کرتے ہوئے اپنے اپنے مسائل کو حل کرنا ہو گا۔ آئی ایف ایم کے کشکول کو توڑنا ہو گا اور مسلمان ممالک کی بہتری کے لئے اپنے وسائل کو بروئے کار لانا ہو گا۔ اسلامی بلاک کو حقیقی شکل دینا ہو گی اور او آئی سی کو فعال بنانا ہو گا اور مسلم ممالک کے درمیان تعلیمی نیٹ ورک کو بڑھانا ہو گا۔ جدید ترین علوم اور ٹیکنالوجی پر دسترس حاصل کرنا ہو گی اور اسلامی ممالک میں موجود ذہین طلبہ و طالبات کی خدمات حاصل کرنا ہوں گی اور اُن کی حوصلہ افزائی کرنا ہو گی۔ قرآن کی تعلیم کو عام کرنا ہو گا اور قرآنی فکر کو عام انسان تک پہنچانا ہو گا۔ جب ہم نے قرآن کا دامن تھام لیا تو پھر ہمارے لئے آسانیاں ہی آسانیاں پیدا ہونا شروع ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کا حامی و ناصر ہو۔

ضرورت رشتہ

☆ حیدر آباد میں رہائش پذیر رفیقات تنظیم، اُردو اسپیکنگ، عمر 21، سال تعلیم بی ایس سی اور عمر 19 سال، تعلیم بی ایس سی (جاری) صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ برسر روزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ: 0312-1311790

☆ لاہور میں رہائش پذیر شیخ فیملی کو اپنی بیٹی عمر 25 سال، خوش شکل، تعلیم یافتہ، سماعت سے محروم اور بیٹا، عمر 30 سال، حافظ قرآن، تعلیم یافتہ کے لیے دینی مزاج کے حامل گھرانوں سے رشتے درکار ہیں۔ ذات برادری کی کوئی قید نہیں، صرف لاہور کے رہائشی رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: (042)37491609

0322-4567900

☆ پٹھان فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، قد 5 فٹ، تعلیم ایم اے انگلش، بی ایڈ، ایم فل (جاری) صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ KPK سے تعلق قابل ترجیح

برائے رابطہ: 0333-9643013

دعائے صحت

☆ تنظیم اسلامی ملتان شہر کے رفیق جناب شفیق الرحمٰن فالج کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔
اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

قائم مقام امیر تنظیم اسلامی کا تقرر

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے سعودی عرب روانہ ہو چکے ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں محترم رحمت اللہ بٹر قائم مقام امیر تنظیم اسلامی ہوں گے۔

تنظیمی اطلاعات

مقامی تنظیم ''سرگودھا شرقی'' میں ملک محمد افضل اعوان کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ سرگودھا کی جانب سے مقامی تنظیم سرگودھا شرقی میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 28 جنوری 2016ء میں مشورہ کے بعد ملک محمد افضل اعوان کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ سرگودھا کی مقامی تنظیم ''سرگودھا غربی'' میں ڈاکٹر جاوید اقبال کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ سرگودھا کی جانب سے مقامی تنظیم سرگودھا غربی میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 28 جنوری 2016ء میں مشورہ کے بعد ڈاکٹر جاوید اقبال کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ پنجاب شرقی کی مقامی تنظیم ''بہاولنگر'' میں پروفیسر محمود اسلم کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ پنجاب شرقی کی جانب سے مقامی تنظیم بہاولنگر میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 28 جنوری 2016ء میں مشورہ کے بعد پروفیسر محمود اسلم کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ سکھر کی مقامی تنظیم ''شاہ پنجو'' میں نثار احمد اعوان کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ سکھر کی جانب سے مقامی تنظیم شاہ پنجو میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 28 جنوری 2016ء میں مشورہ کے بعد نثار احمد اعوان کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ پنجاب جنوبی کی مقامی تنظیم ''ملتان شہر'' میں محمد عرفان بٹ کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ پنجاب جنوبی کی جانب سے مقامی تنظیم ملتان شہر میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4 فروری 2016ء میں مشورہ کے بعد محمد عرفان بٹ کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم ''کورنگی شرقی'' میں محمد نعمان نسیم کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ کراچی جنوبی کی جانب سے مقامی تنظیم کورنگی شرقی میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4 فروری 2016ء میں مشورہ کے بعد محمد نعمان نسیم کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم ''ڈیفنس'' میں عاطف اسلم کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ کراچی جنوبی کی جانب سے مقامی تنظیم ڈیفنس میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4 فروری 2016ء میں مشورہ کے بعد عاطف اسلم کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ آزاد کشمیر کی مقامی تنظیم ''دھیر کوٹ'' میں راجہ محمد داؤد خان کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ آزاد کشمیر کی جانب سے مقامی تنظیم دھیر کوٹ میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4 فروری 2016ء میں مشورہ کے بعد راجہ محمد داؤد خان کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ اسلام آباد کی مقامی تنظیم ''بہارہ کہو'' میں محمد آفتاب عباسی کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ اسلام آباد کی جانب سے مقامی تنظیم بہارہ کہو میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4 فروری 2016ء میں مشورہ کے بعد محمد آفتاب عباسی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

WHY DREAD ZERO INTEREST, WHEN MONETARY EASING IS GAILY ACCEPTED?

Action by a Central Bank to reduce interest rates and boost money supply as a means to stimulate economic activity is known as monetary easing. Monetary policy is the process by which the monetary authority of a country controls the supply of money, often targeting an inflation rate or interest rate to ensure price stability and general trust in the currency.

Further goals of a monetary policy are usually to contribute to economic growth and stability, to lower unemployment, and to predictable exchange rates with other currencies. Monetary policy is referred to as either being expansionary or contractionary, where an expansionary policy increases the total supply of money in the economy more rapidly than usual, and contractionary policy expands the money supply more slowly than usual or even shrinks it. Expansionary policy is used traditionally to try to combat unemployment in a recession by lowering interest rates in the hope that easy credit will entice businesses into expanding. Contractionary policy is intended to slow inflation in order to avoid the resulting distortions and deterioration of asset values.

NEVER ENDING JUGGLERY

Once interest rates are reduced and credit becomes cheaper, the economy starts growing, aiding employment and wage-growth. However, excessive economic growth can in fact be very detrimental. At one extreme, an economy that is growing too fast can experience hyperinflation. At the other extreme, an economy with very low inflation may slip towards stagnation. The right level of economic growth, and thus inflation, is somewhere in the middle. It's the central bank's job to maintain that delicate balance. A tightening, or rate increase, attempts to head off future inflation but dampening the economy. An easing, or rate decrease, aims to spur on economic growth with the threat of inflation and economic difficulties.

INTEREST MAINTAINS POOR-RICH DIVIDE

Once the principle of earning through interest is accepted by society, it leads to a permanent chasm between the rich and the poor. The rich class dominates all the wealth-creating resources and hoards them for personal gain and self-aggrandizement. As for the poor, no helping hand is extended to them. They either commit suicide and hence salvage themselves from the punishment of life or earn their livelihood by resorting to crimes and taking dirty and shameless jobs. Towards this end, banks, financial institutions, provident funds, insurance companies and cooperative societies are established.

And only one spirit pervades all these various economic strategies: create more money out of money. Be it through business transactions or interest. According to the capitalist point of view, there is no difference between interest and trade. In the capitalist system, not only do interest and business blend with each other, but rather they become the very fabric of the business infrastructure. For the capitalists, interest and trade are equivalent to each other. One cannot prosper without the other. Without interest, the entire capitalist system will collapse.

EQUITY AND ZERO INTEREST PRINCIPLE

Classic finance theory states that for companies seeking capital to grow, debt is better since it's a cheaper form of financing than equity. You take out a loan for a period of time, you either pay (or accrue) interest over the life of the loan, and then you pay it all back – it's done, it's off the books, and your debtors go away; whereas equity is considered expensive since you are selling shares and the equity buyers may hold such shares forever. Debt is thus a cleaner structure, and assuming you can put the loan to work in a way that generates a higher return than the interest you pay, debt is typically the preferred way to finance growth.

However, what is conveniently forgotten is that in case of a default the bank continuously receives profit on its principal and the rate of profit goes on increasing with the passage of time. Thus liabilities for business keep growing exponentially damaging the entrepreneur-climate and spirit irreparably and stifling new ventures and enterprise. Growth naturally suffers and you have recessions and depressions causing mass unemployment. Secondly, the equity based investor is a true partner in both the profit and loss of business and takes his share in proportion to the volume of the profit.

Debtors on the other hand claim a fixed rate of profit irrespective of the outcome of business and so this is a very unequal and unjust partnership which will always lead to mutual hatred and mistrust. Moral of the story: usury kills growth while equity spurs business and stimulates the economy without any externalities attached. If lowering interest rates is good for an economy, why dread zero interest?

<u>Source Adapted from:</u> Article by Arshad Shaikh in http://radianceweekly.in/

مقامی تنظیم شاہ پنجو کا ماہانہ شب بیداری پروگرام

مقامی تنظیم شاہ پنجو کے زیر اہتمام 24 جنوری 2016ء کو ماہانہ شب بیداری پروگرام منعقد ہوا۔ پرگرام کا باقاعدہ آغاز بعد نماز مغرب قرآن کریم کی تلاوت و ترجمہ سے ہوا۔ سورۃ الکافرون کے مطالعے اور مختصر ترجمانی کی ذمہ داری راقم نے ادا کی اور اس اہم بات کی طرف توجہ دلائی کہ آج بھی بحث مباحثے کے دوران مسلمان آپس میں یہ کہتے ہیں کہ "لکم دینکم ولی دین" لیکن انہیں غور کرنا چاہیے کہ یہ خطاب کافروں سے ہے مسلمانوں سے نہیں اور مسلمانوں کا دین تو ایک ہی ہے اور وہ ہے اسلام۔ اس کے بعد حافظ سنگھار مگسی نے درسِ حدیث دیا۔ جس میں جھوٹی قسم اٹھانے کے بارے میں بتایا گیا۔ بعد میں امیر حلقہ سکھر نے جو خصوصی طور پر مدعو کیے گئے تھے، سورۃ الزمر کی آیات 68 اور 69 کی روشنی میں قیامت کے لمحات کی منظر کشی کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں آج سے اس دن کی تیاری کرنی چاہیے۔ اس کے بعد راقم نے نظام العمل کا مطالعہ کرایا اور اس کے اہم نقطوں پر روشنی ڈالی۔ (رپورٹ: نور محمد لاکھیر)

مقامی تنظیم بی بیوڑ کے زیر اہتمام سہ روزہ پروگرام

19 جنوری بعد از نماز ظہر اقصیٰ مسجد بی بیوڑ میں حضرت نبی محسن نے "دین کے جامع تصور" پر بات کی۔ تقریباً 40 افراد نے شرکت کی۔ اسی دن سہ پہر 3 بجے ممتاز بخت اور نبی محسن نے احباب کو فہم دین پر لیکچر دیئے۔ نماز عصر کے بعد منہج انقلاب نبویؐ پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اس نشست میں 60 افراد نے شرکت کی۔ نماز مغرب کے بعد حضرت نبی محسن نے مطالبات دین کے حوالے سے تفصیلی خطاب کیا۔ رفیق شاہ سید نے رات کی میزبانی کی۔

اگلے دن جامع مسجد بی بیوڑ میں نبی محسن نے "مطالبات دین" کو موضوع خطاب بنایا۔ اس نشست میں 40 کے قریب افراد نے شرکت کی۔ موصوف نے نماز عصر کے بعد گاؤں سیرئی کی جامع مسجد میں منہج انقلاب نبوی پر گفتگو کی۔ نماز عصر کے بعد گاؤں چراگلی کی مسجد میں قرآن مجید کے حقوق پر گفتگو ہوئی۔ رات مقامی رفیق کے ہاں گزار کر صبح درس قرآن کی سعادت نبی محسن نے حاصل کی۔ دعا پر یہ سہ روزہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ دعوت کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (مرتب: عالم زیب)

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ مقامی تنظیم گڑھی شاہو کے رفیق عبدالودود وفات پا گئے
☆ حلقہ کراچی شمالی وسطی کے رفیق افتخار جمیل رحلت فرما گئے
☆ بہاولپور کے رفیق تنظیم محمد ناصر امین وفات پا گئے
☆ گلستان جوہر 1 کے معتمد جناب صلاح الدین جنیدی کی والدہ رحلت فرما گئیں
☆ مقامی تنظیم پشاور صدر کے امیر محمد یاسر حلیم کے والد محترم کو نامعلوم افراد نے شہید کر دیا
☆ تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کے رفیق ایاز احمد کا بیٹا وفات پا گیا
☆ حلقہ ملاکنڈ کی مقامی تنظیم دیر کے ملتزم رفیق عبدالمالک جان کی ہمشیرہ روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئیں
☆ اورنگی ٹاؤن کے امیر جناب محمد عمران کے نانا جان رحلت فرما گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

VOL : 25 Regd. C.P.L NO. 114 No.08
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore